کلمة الخیر

# غم گساری کا مہینہ اور برما کے مظلوم مسلمان

حمد وستائش اس ذات کے لیے جس نے کارخانۂ عالم کو وجود بخشا
اور
درود وسلام اس کے آخری پیغمبر ﷺ پر جنھوں نے حق کا بول بالا کیا۔

ظلم وبربریت کا شکار برما کے نہتے مسلمان ہوں یا مصر وفلسطن کے اہل توحید، کشمیر وعراق کے مسلمان قتل وغارت اور تشدد کا نشانہ ہوں یا فلپائن وبوسنیا کے مسلمانوں کو کٹھن حالات کا سامنا ہو، اسلامی ممالک کے عوام اور حکمرانوں کا طرز عمل یکساں ہوتا ہے، عام مسلمان، مظلوم مسلمانوں کی تکلیف کو دل کی گہرائیوں سے محسوس کرتے ہیں، ان کے دکھ بانٹنا چاہتے ہیں، انہیں ملت اسلامیہ کا حصہ سمجھ کر ان پر ہونے والے ظلم وستم کو اپنا غم سمجھتے ہیں، دوسری طرف مسلمان ممالک کا حکمران طبقہ ہے جو اپنی عیاشیوں، سیاسی مصلحتوں اور اپنے اقتدار کو طول دینے کے لیے ذاتی مفادات ومسائل میں اس طرح الجھ چکا ہے کہ انہیں امت مسلمہ کو درپیش اجتماعی مسائل ومشکلات کے لیے عملی اقدام کو تو کجا، زبانی مذمت کرنے کی جرأت بھی نہیں ہوتی۔

بدھ مت کے پیروکار اپنے مذہب کو انسانیت کا نجات دہندہ اور خود کو امن کا علمبردار کہتے ہیں، لیکن گزشتہ کئی دہائیوں بدھ مت کے پیروکاروں نے اپنے ہی ہم وطن مسلمانوں سے جو ظالمانہ سلوک روا رکھا ہے، وہ انتہائی شرمناک اور سفاکانہ مسلم دشمنی کا غماز ہے، برما میں گزشتہ کئی سالوں سے مسلمانوں پر اذیت ناک اور خون آشام حملوں کا سلسلہ جاری ہے، ان سانحات میں اب تک دو لاکھ سے زائد نہتے مسلمانوں کو تہہ تیغ کیا جا چکا ہے، سینکڑوں مسلم بستیاں صفحۂ ہستی سے مٹا دی گئی ہیں، ہزاروں افراد کو زندہ جلا دیا گیا ہے، جب کہ لاکھوں مسلمان قریبی ہمسایہ مسلم ممالک میں پناہ لینے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں، لیکن کوئی مسلمان ہمسایہ ملک ان بے یار ومددگار ستم رسیدہ لوگوں کو پناہ دینے کے لیے تیار نہیں، ان مظلوم مسلمانوں کے لیے

جائے پناہ قریبی مسلم ممالک میں بنگلہ دیش، ملائیشیا اور انڈونیشیا ہو سکتے ہیں، بنگلہ دیش کی سیکولر حکومت نے پہلے ہی ان پر پابندی لگا رکھی ہے، انڈونیشیا اور ملائیشیا نے کچھ عرصہ تک پناہ دی ہے مگر اب پابندی لگا دی ہے۔

سمندر میں کشتیوں پر سوار جائے پناہ کی تلاش میں بھٹکتے ہوئے برمی مسلمان جس قریبی ملک کا رخ کرتے ہیں وہاں سے انہیں واپس جانے پر مجبور کر دیا جاتا ہے، دوسری طرف برما کے مسلم علاقوں میں مساجد سیل کر کے ان علاقوں کو سرکاری فوج کی تحویل میں دے کر مسلم آبادی کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا جارہا ہے، ظلم وبربریت کا یہ مظاہرہ نیا نہیں بلکہ برما کے پرامن اور نہتے مسلمان ایک طویل عرصے سے ان سخت ترین حالات سے دوچار ہیں، مگر انسانیت اور امن کے نام نہاد علمبرداروں نے رسمی اشک شوئی کے سواء کچھ نہیں کیا، تیل کی دولت سے مالا مال کھرب پتی عرب حکمران اور خواب غفلت ومستی میں ڈوبے ہوئے عجمی فرماں روا، سب بے حسی اور سیاسی مصلحتوں کا شکار ہیں، امریکہ اور اس کے ہم نوا مسلم حکمران ملالہ یوسف زئی کے لیے تو تڑپ اٹھتے ہیں مگر برما میں ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کے قتل عام پر مجرمانہ سکوت اختیار کر لیتے ہیں، اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل سمیت تمام عالمی ادارے پاکستان میں کسی گستاخ عیسائی یا شاتم قادیانی کی ہلاکت کو پوری دنیا میں ''مسلم دہشت گردی'' کے طور پر نمایاں کرتے ہیں لیکن برما کے پرامن مسلمانوں کے قتل عام پر سب صلیبی طاقتیں اور نام نہاد امن پسند ادارے خاموش تماشائی بن جاتے ہیں۔ستم ظریفی اور منافقت ملاحظہ ہو کہ چارلی ایبڈو میں چار گستاخان رسالت قتل ہوں تو مشرق ومغرب کی صلیبی حکومتیں یک زبان ہو جاتی ہیں، لیکن جب لاکھوں مسلمانوں کا قتل عام ہوتا ہے تو مغرب سمیت اسلامی ممالک کے حکمرانوں کے ہونٹوں پر بھی تالے پڑ جاتے ہیں۔

مصدقہ اطلاعات کے مطابق موجودہ فسادات بدھ مت کے ''پرامن'' پیروکاروں نے اس وقت شروع کیے جب وہ دو بدھ خواتین نے اسلام قبول کیا، جواب میں بدھوں نے تبلیغی جماعت کے بیسیوں افراد کو بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا، اس کے بعد پورے ملک میں مسلمانوں کے سفاکانہ قتل عام کا سلسلہ جاری ہو گیا۔

اس وقت پورے عالم میں مسلمان رمضان المبارک کے روزے رکھ رہے ہیں، رات اور دن کی انفرادی عبادات کے علاوہ تراویح میں قرآن کریم پڑھتے ہیں اور سنتے ہیں، اسی قرآن میں حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے ''انما المؤمنون اخوة کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، اس اخوت ایمانی کا تقاضا ہے کہ ہم

اپنے مسلمان بھائیوں پر ہونے والے ان مظالم کے خلاف بھرپور آواز بلند کریں، حدیث شریف میں رمضان المبارک کو ہمدردی و غم گساری کا مہینہ قرار دیا گیا ہے، جس کا تقاضا یہ ہے تمام مسلمان حکمران اور سیاسی، مذہبی اور اشاعتی ادارے اپنا فعال کردار ادا کریں۔ دنیا بھر میں موجودہ میڈیا سے وابستہ افراد برما کے حالات کی سنگینی سے امت کو آگاہ کریں، پاکستانی میڈیا ان مظالم کے خلاف مسلسل آواز بلند کرے تاکہ ملی بیداری کا ماحول پیدا ہو، ان مظلوم مسلمانوں کا قتل عام رکوانے کے لیے ہنگامی بنیادوں پر عملی اقدامات کی ذمہ داری حکمرانوں اور عوام دونوں پر عائد ہوتی ہے۔

اس سے پہلے فلسطین، کشمیر، عراق، افغانستان اور شام کے مسلمان ظلم و ستم کی چکی اور اسلام دشمنی عالمی طاقتوں کی سازشوں میں پس رہے ہیں، اب برما کے مجبور و بے سہارا مسلمان بھی پورے عالم اسلام سے سوال کرتے ہیں کہ وہ کب تک سفاک بدھوؤں کے ہاتھوں لہو میں نہاتے رہیں گے؟

کیا پوری اسلامی دنیا میں صرف ترکی ہی کی ذمہ داری ہے کہ وہ حق اخوت ادا کرنے میں سبقت کرے؟

کیا کسی اور مسلمان حکمران میں اتنی ایمانی واخلاقی جرأت نہیں کہ وہ ترکی کی طرح غریب و مظلوم برمی مسلمانوں کے لیے کوئی عملی قدم اٹھائے؟

میڈیا کی اطلاعات کے مطابق برما میں قتل مسلم کی تازہ وحشیانہ کارروائیوں میں بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی کی بھارتی را کے تربیت یافتہ دہشت گرد بھی شامل ہیں، مسلم دشمنی میں نریندر مودی کو عالمی شہرت حاصل ہے۔ حال ہی میں اس نے پاکستان دشمنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے برملا یہ کہا ہے کہ

''بھارت نے مشرقی پاکستان پر حملہ کر کے بنگلہ دیش بنایا تھا''۔

یہ کوئی انکشاف نہیں، پاکستان کا بچہ بچہ اس زمینی حقیقت سے باخبر ہے، البتہ اس بیان میں چھپی ہوئی مودی کی منافقت، اسلام اور پاکستان دشمنی مزید کھل کر سامنے آگئی ہے، برما کے مسلمان بھی مودی کی اسلام دشمنی کی سزا بھگت رہے ہیں، اگر عالم اسلام کے چند طاقتور ملک، جن میں ایٹمی طاقت پاکستان بھی شامل ہے برما کے مظلوم مسلمانوں کے حق میں صدائے حق بلند کریں تو انہیں ظالم و ستمگر بدھوؤں کی غارت گری اور ظلم و ستم سے نجات مل سکتی ہے۔

کاش ہماری یہ آواز خواب غفلت میں سوئے ہوئے حکمرانوں تک پہنچے اور انہیں بیدار کر سکے۔

# جامعہ خیر المدارس ملتان کا اعزاز

ملک کی ممتاز دینی درسگاہ جامعہ خیر المدارس ملتان میں زیر تعلیم طلبہ کی علمی ترقی اور اصلاح وتربیت کے لیے حضرت مہتمم صاحب اور حضرات اساتذہ کرام ہمیشہ فکر مند وکوشاں رہتے ہیں، اس بات کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے کہ طلبہ موجودہ دور کی مسموم فضا میں غیر نصابی مشاغل، آزادروی اور تضییع اوقات سے محفوظ رہ کو پوری توجہ اورانہماک سے اپنی تعلیم مکمل کرسکیں۔

بحمداللہ! اس فکر مندی کے حوصلہ افزا ثمرات جامعہ اور ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کے تحت ہونے والے امتحانات کے نتائج سے وقتاً فوقتاً سامنے آتے رہتے ہیں، اس سال بھی بحمداللہ جامعہ کے مختلف درجات کے چار طلبہ نے ''وفاق المدارس'' کے امتحان میں تین طلبہ نے صوبائی سطح پر اور ایک طالب علم نے ملکی سطح پر امتیازی نمبر حاصل کیے ہیں۔

جن کی تفصیل درج ذیل ہے

- مولوی جان محمد (مانسہرہ) نے دورۂ حدیث شریف میں ۵۱۱ نمبر حاصل کر کے صوبہ بھر میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔
- عبدالہادی (مانسہرہ) نے درجہ عالیہ سال دوم میں ۵۴۶ نمبر حاصل کر کے صوبہ بھر میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔
- محمد صدیق (ملتان) نے درجہ ثانویہ خاصہ میں ۵۶۷ نمبر حاصل کر کے صوبہ بھر میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔
- محمد خالد (ملتان) نے متوسطہ سوم میں ۶۶۸ نمبر حاصل کر کے ملک بھر میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔

ہم ان طلبہ اور ان کے والدین کو اس اعزاز پر مبارک باد پیش کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ وہ اپنا علمی سفر اس طرح قلبی توجہ، محنت اور انہماک سے جاری رکھ کر اپنی مادر علمی کا نام روشن کریں گے۔

حکیم الامت ،مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ؒ نے فرمایا

# ملفوظات حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مرسلہ حضرت مولانا منظور احمد صاحب استاذ جامعہ المدارس ملتان

گزشتہ سے پیوستہ:

ایک مولوی صاحب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ حنفیت میں بہت ہی ڈھیلے تھے مگر اب یہ کہنے لگے ہیں کہ کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں تک امام صاحب پہنچے وہاں تک کوئی بھی نہیں پہنچا، ابن تیمیہ وابن القیم کے اب بھی بے حد معتقد ہیں مگر اب اس تغیر مذکور کے بعد ان کی بھی کچھ زیادہ رعایت نہیں کرتے، چنانچہ ابن القیم نے حنفیہ کے بعض فروع پر جو اعتراض کیے ہیں ان ہی مولوی صاحب نے ان کا بڑے شد ومد سے جواب لکھا ہے اور واقعی بات یہ ہے کہ حنفیہ پر اکثر خواہ مخواہ کی بدگمانی کر لی گئی ہے، ورنہ بے غبار مسائل پر اعتراض عجیب بات ہے، مذہب حنفیہ کو بعض نادان حدیث سے بعید سمجھتے ہیں مگر مذہب میں اصل چیز اصول ہیں سو ان کے اصول کو دیکھا جائے تو سب مذاہب سے زیادہ اقرب الی الحدیث ہے، ان ہی اصول کے توافق کی بنا پر میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ حنفیہ کے اصول پر نظر نہ کرنے سے ان کو ہمیشہ بدنام کیا گیا ہے، اسی طرح چشتیہ کے اصول پر نظر نہ کرنے سے ان کو بھی بدنام کیا گیا ہے، ایک مولوی صاحب نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ جب حضرات چشتیہ کے اس قدر پاکیزہ اصول ہیں، پھر یہ بدنام کیوں ہیں؟ میں نے کہا کہ زیادہ تر سماع کی وجہ سے اگر یہ گانا نہ سنتے تو ان سے زیادہ کوئی نیک نام مشہور نہ ہوتا مگر الحمدللہ کہ ہمارے سلسلہ کے قریب کے حضرات تو بالکل ہی نہ سنتے تھے، سو ماشاءاللہ ان سے نفع بھی بہت ہوا۔

ملفوظ تتمہ سابق: ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ نقشبندیہ کے یہاں ذکر خفی ہے لطائف کے ساتھ اور ایک مسئلہ ان کے یہاں تصور شیخ کا ہے اور یہ تصور اور لطائف مثل جز وطریق کے ہیں اور دونوں منقول نہیں مگر کسی منقول کے مزاحم بھی نہیں اور چشتیہ کے یہاں کوئی غیر مثل جز وطریق کے نہیں۔ ایک تفاوت اصول کا اس سے بھی معلوم ہو سکتا ہے۔

ملفوظ: ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ چشتیہ پر سب معترضین دلیر ہیں اس وجہ سے کہ یہ جواب نہیں دیتے، جیسے فلانے خان صاحب کہ مجھ سے تو لڑنے کو ہر وقت تیار تھے، مگر مولوی مرتضیٰ حسن صاحب سے کبھی نہ لڑے، اس لیے کہ وہ بولتے ہیں، سو چشتیہ اسی لیے لوگوں کے زیادہ تختہ مشق رہے کہ یہ بولتے نہیں اور بولیں ہی کیا ان کے اندر ایک ایسی چیز ہے جو کسی کے اندر اس شان کی نہیں اور وہ شان فنا ہے، ان کے یہاں طریق میں یہ پہلا قدم ہے جو دوسروں کا منتہی ہے۔

(از الافاضات الیومیہ: ص۷۹،۸۰)

# افادات شیخ العرب والعجم

## حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس اللہ سرہ

مرسلہ حضرت مولانا منظور احمد صاحب (استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس، ملتان)

بحوالہ معارف مدنی ؒ

### قول و عمل میں مطابقت:

منڈی میاں چنوں ضلع ملتان میں مدرسہ مولانا ہدایت اللہ کا سالانہ جلسہ تھا، حضرت وہاں تشریف لائے اور رات کے اجلاس میں اسٹیج پر تشریف لے گئے، وہاں ایک صاحب کی تقریر جاری تھی، حضرت سٹیج پر بیٹھ گئے اور بیٹھے بیٹھے کچھ غنودگی طاری ہوگئی، جس کی وجہ سے پان کی پیک ہاتھ پر گرگئی، حضرت فوراً چونک گئے اور پیک صاف کرنا چاہی تو ہم خدام نے جو کہ آس پاس بیٹھے ہوئے تھے رومال یا کوئی اور کپڑا، غرض جس کے پاس جو کچھ تھا اس پیک کو صاف کرنے کے لیے پیش کرنا چاہا، مگر اتفاق سے جو کپڑا ابھی پیش کیا گیا وہ کھدر نہیں تھا، اسی لیے حضرت نے کسی کا بھی کپڑا قبول نہیں فرمایا اور اپنی جیب سے کھدر کی جراب نکال کر پیک صاف فرمائی، یہ تھی صداقت اور قول و عمل میں مطابقت۔ (مولانا خدا بخش صاحب ؒ ملتان)

### اپنی تعریف کی بات سنتا ہوں تو مجھے سخت رنج ہوتا ہے:

حضرت شیخ الاسلام ؒ کی سیوہارہ کی شاہی مسجد میں نماز جمعہ کے بعد تقریر تھی، تقریر سے قبل ایک صاحب نے آپ کی شان میں نظم شروع کی، ابھی چند ہی اشعار ہوئے تھے کہ حضرت ؒ یکلخت کھڑے ہوئے اور ان صاحب کو نظم پڑھنے سے روک دیا اور تقریر شروع فرمادی، تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ کی یہ تقریر آیات واحادیث کی روشنی میں خودستائی، شخصیت پرستی اور منہ پر تعریف کی مذمت میں تھی، لطف کی بات یہ ہے کہ تقریر کے ہر پہلو میں اخلاق و عمل، اتباع اسوۂ حسنہ نبوی ﷺ اور جہاد کی تلقین شامل تھی، اسی تقریر میں آپ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا کہ ”میں کسی سے اپنی تعریف سنتا ہوں تو سخت رنج ہوتا ہے کہ لوگ اسوۂ نبی ﷺ اور سیرۃ صحابہ ؓ کو بھول گئے، وہاں نیت میں خلوص تھا، یہاں تعریف ہے، وہاں عمل تھا یہاں صرف قول اور مدح وستائش ہے، حضرت مولانا ؒ کی اس تقریر کا عوام پر زبردست اثر پڑا (سید ساجد حسین صاحب سیوہاروی)

### کمال احتیاط:

حضرت ؒ دہلی تشریف لائے ہوئے تھے اور دفتر جمعیۃ ہند میں قیام فرماتے، نماز عصر کا وقت آیا تو خدام نے جماعت کی غرض سے چٹائیاں بچھادیں، حضرت نماز کے لیے جب کمرے سے باہر تشریف لائے اور نئی چٹائیوں پر نظر پڑی تو مولانا حفظ الرحمٰن صاحب ؒ کی طرف مخاطب ہوکر پرمسرت لہجہ میں فرمایا کہ ناظم اعلیٰ نے بہت اچھا انتظام فرمایا ہے۔ (جاری ہے......................... شیخ الاسلام کے حیرت انگیز واقعات ص ۷۷)

مرتب: مولانا محمد طلحہ ازہر، مدرس جامعۃ الخیر لاہور

# درس قرآن (۳۸)

## حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب دامت برکاتہم

واتبعوا ماتتلوا الخ :

اور ایسے بے عقل ہیں کہ) انہوں نے ( کتاب اللہ کا تو اتباع نہ کیا اور ) ایسی چیز کا (یعنی سحر و جادو کا ) اتباع (اختیار) کیا جس کا چرچا کیا کرتے تھے شیاطین (یعنی خبیث جن ) حضرت سلیمان علیہ السلام کے (عہد) سلطنت میں اور (بعض بیوقوف جو حضرت سلیمان ◆ پر گمان سحر رکھتے ہیں بالکل ہی لغو بات ہے۔ کیونکہ سحر تو اعتقاداً وعملاً کفر ہے اور حضرت سلیمان ◆ نے (نعوذ باللہ) کفر نہیں کیا مگر (ہاں) شیاطین (یعنی خبیث جن بیشک)، کفر ( کی باتیں اور کام یعنی سحر ) کیا کرتے تھے اور حالت یہ تھی کہ (خود تو کرتے ہی اور ) آدمیوں کو بھی اس سحر کی تعلیم کیا کرتے تھے۔ (سو دہی متوارث چلا آتا ہے۔ اس کا اتباع یہ یہودی کرتے ہیں۔ اور (اسی طرح) اس (سحر) کا بھی (یہ لوگ اتباع کرتے ہیں) جو کہ ان دونوں فرشتوں پر (ایک خاص حکمت کے واسطے) نازل کیا گیا تھا (جو شہر) بابل میں (دیتے تھے) جن کا نام ہاروت و ماروت تھا، اور وہ دونوں (وہ سحر) کسی کو نہ بتلاتے تھے جب تک (احتیاطاً پہلے) یہ (نہ) کہہ دیتے کہ ہمارا وجود بھی (لوگوں کے لیے) ایک امتحان (خداوندی) ہے ( کہ ہماری زبان سے سحر پر مطلع ہو کر کون پھنستا ہے اور کون بچتا ہے ) سو تو (اس پر مطلع ہو کر ) کہیں کافر مت بن جائیو ( کہ اس میں پھنس جاؤ) سو (بعضے ) لوگ ان دونوں (فرشتوں) سے اس قسم کا (عمل) سیکھ لیتے تھے جن کے ذریعے سے (عمل کر کے ) کسی مرد اور اس کی بیوی میں تفریق پیدا کر دیتے تھے اور (اس سے کوئی وہم اور خوف میں نہ پھنس جاوے کہ جادوگر جو چاہے کر سکتا ہے کیونکہ یہ یقینی بات ہے کہ ) یہ (ساحر) لوگ اس (سحر) کے ذریعے سے کسی کو (ذرہ برابر) بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے تھے مگر خدا ہی کے (تقدیری) حکم سے اور (ایسا سحر حاصل کر کے بس) ایسی چیزیں سیکھ لیتے ہیں جو (خود) ان کو (بوجہ گناہ) کے ضرر رساں ہیں اور (کسی معتد بہ درجہ میں) ان کو نافع نہیں ہیں (تو یہودی بھی اتباع سحر سے بڑے ضرر میں ہوں گے ) اور (یہ بات کچھ ہمارے ہی کہنے کی نہیں بلکہ ) ضرور یہ (یہودی) بھی اتنا جانتے ہیں کہ جو شخص اس (سحر) کو (کتاب اللہ کے عوض) اختیار کرے ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ (باقی) نہیں، اور بے شک بری ہے وہ چیز (یعنی جادو و کفر) جس میں وہ لوگ اپنی جان دے رہے ہیں، کاش ان کو (اتنی) عقل ہوتی، اور اگر وہ لوگ (بجائے اس کفر و بدعملی کے ) ایمان اور تقویٰ (اختیار) کرتے تو خدا تعالیٰ کے یہاں کا معاوضہ (اس کفر و بدعملی سے ہزار درجے ) بہتر تھا، کاش! اتنی عقل ہوتی۔

**ربط آیات:**

سورۃ بقرہ کا مرکزی مضمون یہود ہیں۔اور اس سورت میں ان کے اقوال وافعال، کردار وعقائد، انعامات اور سرکشی کا مفصل ذکر ہے۔ترجمہ کی گئی دو آیات میں بھی یہود کی ایک غلطی اور اس کے طریقہ کار کا ذکر کیا ہے۔ ہوتا یہ تھا کہ یہود کے بعض علماء خرق عادت چیزیں بذریعہ جادو وسحر سرانجام دیتے اور اس کو کراہت سے مُعنون کرتے کہ یہ ہماری کرامات ہیں۔ان دو آیات میں اس کی تردید کی گئی کہ یہ کرامات نہیں جادو وسحر ہے۔

**اسباب ومسبب الاسباب:**

دنیا میں بعض اشیاء کسی سبب کی وجہ سے وجود میں آتی ہیں۔جیسے کہ چھری یا گولی چلائی جائے اور وہ کسی انسان کو لگ جائے ،نقصان پہنچے تو وہ چھری یا گولی نقصان کا سبب بنی۔بیمار ہونے پر دوائی سے شفایاب ہو گیا تو دوائی شفایابی کا سبب بنی ،سخت ٹھنڈ میں پتلے کپڑوں کے ساتھ باہر نکلے تو بیمار ہو گئے۔موسم خرابی صحت کا سبب بنا غرضیکہ بہت سی اشیاء اسباب کے ساتھ وجود میں آتی ہیں۔اور انہی اشیاء میں سے ایک جادوٹونہ ہے کہ اگر کوئی اس سے متاثر ہوتا ہے تو یہ جادوٹونہ ہی اس کا سبب بنتا ہے۔اور بعض اشیاء وہ ہوتی ہے کہ جس کے پیچھے کسی سبب کا وجود نہیں ہوتا وہ خالق کائنات کے حکم سے ہی وجود میں آتی ہیں جس کی مثال معجزہ اور کرامت ہے۔معجزہ: خلاف عادت کام اگر نبی سے ہو تو معجزہ۔اگر اللہ کے کسی نیک بندے سے ہو تو وہ کرامت ہے۔

**معجزہ وکرامت:**

میں انسان کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔خالق کائنات جب چاہے جس نبی سے چاہے معجزے،اور جس عام آدمی سے چاہے کرامت کا صدور کروادیتا ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کا ہی فعل واختیار میں ہوتا ہے۔

م ع ج ز ہ کی مثال : حضرت موسیٰ ◆ کی وہ لاٹھی ہے کہ جس کو انہوں نے اللہ کے حکم سے زمین پر پھینکا تو وہ سانپ بن گئی اور حرکت کرنے لگی۔حضرت موسیٰ ◆ اتنا ڈر گئے کہ پیٹھ پھیر کر دوڑنے لگ گئے۔ قرآن میں ہے" ولّٰی مدبرًا و لم یعقب "تو یہ معجزہ تھا۔جو کہ حضرت موسیٰ ◆ کے اختیار میں نہ تھا اگر اختیار میں ہوتا تو ڈر کر وہ بھاگتے کیوں؟ کیونکہ جو کام انسان کے اختیار سے وجود میں آیا ہو انسان اس سے نہیں ڈرتا۔تو یہ نبی کے اختیار میں نہیں ہوتا یہ اللہ کے اختیار میں ہوتا ہے۔

کرامت کی مثا حضرت زکریا ◆ جس مکان میں رہتے تھے تو حضرت مریم جو کہ حضرت عیسیٰ ◆ کی والدہ ہیں یہ بھی حضرت زکریا ◆ کے ساتھ ان کے مکان کے اوپر والے چبارے پر رہتی تھیں۔ چونکہ ابھی چھوٹی تھیں تو جب زکریا ◆ کو کہیں اور جانا ہوتا تو ان کو گھر میں چھور کر باہر سے تالا لگا کر چلے جاتے تو حضرت مریمؓ اندر ہی کھیلتی رہتیں۔ایک مرتبہ حضرت گھر واپس آئے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ان کے پاس بے موسمی پھل موجود ہیں۔حیرانی کی وجہ یہ ہے کہ جب گئے تو ان کے پس کچھ نہیں تھا۔گھر کو باہر تالا لگا کر گئے۔ان سب کے باوجود ان کے پاس پھل اور وہ بھی بے موسمے! یہ بات ان کے لئے تعجب کا باعث بنی۔

قرآن میں ارشاد ہے۔ **کلما دخل علیها زکریا المحراب وجد عند ها رزقا۔قال یا مریم انی لک هذا . قالت هو من عند الله الخ**حضرت مریم ؓ نبیہ نہیں، ولیہ تھیں لہٰذا ان سے خرقِ عادت و خلاف عادت چیز کا ظہور ہوا اور وہ بھی ان کے اختیار میں نہیں تھا۔اسی لئے فرمایا ''**قالت هو من عندالله الخ**'' لہٰذا اس کو کرامت کہیں گے۔

جادو:

یہ سو فیصد انسان کے اختیار کی بات ہوتی ہے۔ پھر بعض انسان اس کو کرامت کا نام دے دیتے ہیں۔ جیسے کہ حضرت موسیٰ ◆ کے زمانے کے لوگ بھی جادو کرتے اور اس کو کرامت کا نام دیتے اور یہ کہتے کہ یہ حضرت سلیمان ◆ کے زمانہ سے چلا آ رہا ہے۔ اور ہمیں یہ فن ان سے ملا ہے۔ تو اللہ جل شانہ ان آیات میں یہود کے اس قول کی تردید فرما رہے ہیں۔ کیونکہ جادو وسحر گناہ ہے اور انبیاء معصوم ہوتے ہیں ان سے گناہ کا صدور ممکن نہیں ہوتا۔ چنانچہ خلاصۃ الآیات درج ہے۔

واتبعوا ما تتلوا الخ:

حضرت سلیمان ◆ کے زمانے میں شیاطین جو کچھ جادو کی اشیاء پڑھتے تھے ان یہود نے ان اشیاء کی اتباع و پیروی اور اس کو سیکھنا شروع کر دیا ہے۔

وما کفر سلیمان الخ:

اور یہ جادو جو کہ ایک قسم کا کفر ہے یہ کہتے ہیں حضرت سلیمان ◆ سے سیکھا۔ حالانکہ انہوں نے نعوذ باللہ یہ کفر نہیں کیا۔ بلکہ شیاطین نے کفر کیا اور وہی لوگوں کو سکھایا کرتے تھے۔

حضرت سلیمان ◆ کی حکومت انس وجن سب پر تھی سب ان کے مامور تھے اس وقت شیاطین وجن بھی انسانوں سے ملتے جلتے تھے۔ تو اس وقت کے انسانوں نے بہت سی جادو کی اشیاء شیاطین وجنات سے سیکھ لیں تھیں تو چونکہ زمانہ وہ حضرت سلیمان ◆ کا تھا اس لئے اب کے لوگ براہ راست ان کی طرف ہی جادو کو منسوب کر دیتے ہیں حالانکہ یہ سب کچھ ان کے زمانے کے لوگوں کے افعال تھے۔

چند اہم باتیں:

ان آیات سے بہت سے شکوک وشبہات جنم لیتے ہیں اس لئے چند امور کی وضاحت ضروری ہے۔

یہود حضرت سلیمان ◆ کی طرف جادو کی نسبت کرتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے درمیانِ آیت میں حضرت سلیمان ◆ کی براءت بھی ظاہر فرما دی۔

ان آیات سے یہود کی برائی کرنا مقصود ہے۔ کیونکہ ان میں جادو کا چرچا تھا۔ ان آیات سے متعلق زہرہ کا ایک قصہ بھی مشہور ہے جو کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں۔ جن علماء نے اس قصہ کو روایات شرعیہ کے خلاف

سمجھا اس کو رد کر دیا ہے اور جنہوں نے اس میں تاویل کو خلاف شرع نہیں سمجھا رد نہیں کیا۔ لہذا ہمیں اس قصہ سے بحث نہیں۔

اور یہود چونکہ سب باتوں کے جاننے کے باوجود عمل علم کے خلاف کرتے تھے اور تدبر سے کام نہ لیتے تھے۔ اس لئے اول تو ان کے جاننے کی خبر دی۔ اور پھر آخر میں یہ کہہ کر اس کی نفی کر دی کہ'' کاش ان کو علم وعقل ہوتی''۔ کیونکہ جس علم پر عمل نہیں وہ جہل کی مانند ہے۔

ایک زمانے میں دنیا میں اور خصوصاً بابل میں جادو کا بہت چرچا تھا۔ اور اس کے عجیب اثرات کو دیکھ کر جاہلوں کو اس کی حقیقت اور انبیاء کے معجزات میں اختلاط واشتباہ ہونے اور بعض لوگ جادوگروں کو قابل اتباع اور مقدس سمجھنے لگ گئے، اور بعض جادو کو نیک کام سمجھ کر اس کو سیکھنے اور اس پر عمل کرنے لگ گئے تو اللہ نے اس عمل کو رفع کرنے کے لئے بابل میں دو فرشتے ہاروت وماروت نامی اس کام کے لئے بھیجے کہ لوگوں کو سحر کی حقیقت اور اس کے شعبوں سے مطلع کریں، تا کہ اشتباہ جاتا رہے، اور جادو پر عمل کرنے نیز جادوگروں کے اتباع کرنے سے گریز کر سکیں، اور جس طرح انبیاء کی نبوت کو معجزات سے ثابت کر دیا جاتا ہے اس طرح ہاروت وماروت کے فرشتے ہونے پر دلائل قائم کر دیئے گئے تا کہ ان کے احکامات وارشادات کی تعمیل ممکن ہو سکے۔ اور یہ کام انبیاء سے اس لئے نہیں لیا گیا کہ اول تو انبیاء اور جادوگروں میں امتیاز مقصود تھا۔ ایک حیثیت سے گویا انبیاء ایک فریق کی حیثیت رکھتے تھے۔ اس لئے حکم فریقین کے علاوہ کوئی اور ثالث ہونا مناسب تھا۔

دوسرے اس کام کی تکمیل بغیر جادو کے الفاظ کی نقل وحکایت کے عادۃً ہو نہ سکتی تھی، اگر چہ یہ (نقل کفر کفر نباشد) کے عقل ونقل کے مسلمہ قاعدہ کے مطابق ایسا ہو سکتا تھا مگر چونکہ انبیاء مظہر ہدایت ہوتے ہیں اس لئے یہ کام ان سے لینا مناسب نہ سمجھا گیا۔ لہٰذا فرشتوں کو اس کام کے لئے تجویز کیا گیا۔ کیونکہ کارخانہ تکوین میں جو خیر وشر سب پر مشتمل ہوتا ہے ان فرشتوں سے ایسے کام بھی لئے جاتے ہیں جو کہ مجموعہ عالم کے اعتبار سے تو بوجہ مصالح عامہ تو خیر ہوں۔ لیکن لزوم کے سبب فی ذاتہ شر ہوں۔ جیسے ظالم وجابر یا موذی جانور کی نشو ونما کہ تکوینی اعتبار سے تو درست ہے اور شرعی اعتبار سے نادرست و مذموم۔ بخلاف انبیاء ☐ کے ان سے تشریعات کا کام ہی لیا جاتا ہے جو خصوصاً وعموماً خیر ہی خیر ہوتا ہے۔ اور گویا کہ یہ نقل وحکایت مذکورہ غرض کے لحاظ سے ایک تشریعی کام ہی تھا، لیکن پھر بھی بوجہ احتمال قریب اس امر کے یہ نقل وحکایت بھی جادو پر عمل کا سبب نہ بن جائے جیسا کہ واقع میں ہوا تو حضرات انبیاء کو اس کا سبب بواسطہ نقل بنانا بھی پسند نہ کیا گیا۔ البتہ کلیات شرعیہ سے انبیاء کے ذریعہ بھی اس مقصود کی تکمیل کر دی گئی۔

حاصل کلام یہ کہ فرشتوں نے بابل میں آ کر اپنا کام شروع کر دیا کہ سحر کے اصول وفروع ظاہر کر کے لوگوں کو اس کے عمل بد سے بچنے کی اور ساحرین سے نفرت اور دوری رکھنے کی تنبیہ اور تاجید کی۔ جیسے کہ عالم دیکھے کہ جاہل اکثر اوقات نادانی میں کفریہ کلمات کہہ جاتے ہیں اس لئے تقریراً وتحریراً ان شائع شدہ کلمات کو

جمع کر کے عوام کو مطلع کر دے کہ دیکھو یہ کلمات بچنے کے لائق ہیں ان سے اجتناب کرو۔

جب فرشتوں نے یہ کام شروع کیا تو وقتاً فوقتاً لوگوں کی آمد و رفت ان کے پاس شروع ہوئی۔ اور ان سے مطلع ہونے کی درخواست کی۔ اس وقت فرشتوں نے بطور احتیاط و تبلیغ میں یہ التزام کیا کہ لوگوں سے یہ کہہ دیتے کہ دیکھو ہمارے بتلانے سے مقصد واللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو آزمانا بھی ہے۔ کہ ان کو سیکھ کر کون اپنے کو کفر سے بچاتا اور کون فتنے میں پڑتا ہے۔ اور کہتے کہ دیکھو ہم تم کو نصیحت کرتے ہیں کہ اچھی نیت سے اس کو حاصل کرنا اور پھر اس پر ثابت قدم رہنا، کہیں اب یہ نہ ہو کہ فتنے سے بچنے کے لئے ہم سے سیکھ لو اور پھر اس میں گرفتار ہو جاؤ۔

اب ظاہر ہے کہ وہ اس سے زیادہ اور کیا کر سکتے تھے جو ان سے یہ عہد و پیمان کر لیا وہ ان کو جادو کے اصول و فروع بیان کر دیئے۔ اب اگر کوئی عہد و پیمان سے رخ موڑ کر کفر اختیار کرتا ہے تو اپنے اعمال کا وہ خود ذمہ دار ہے۔ چنانچہ بعضے عہد و پیمان پر قائم نہ رہے اور جادو کو مخلوق کی ایذاء کا سبب بنا کر فن میں تو مبتلا ہوئے ہیں اسی طرح بعض طریقے اس کے کفر ہیں گو وہ اختیار کر کے کافر ہو گئے۔

اس فرض کی تکمیل کے بعد وہ فرشتے غالباً آسمان پر بلا لئے گئے۔

## سحر کی حقیقت:

سحر ہر ایسے اثر کو کہتے ہیں جس کا سبب ظاہر نہ ہو۔ خواہ وہ سبب مصنوعی ہو جیسے خاص خاص کلمات کا اثر یا غیر محسوس چیزوں کا ہو جیسے جنات و شیاطین کا اثر وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے جادو کی اقسام بہت سی ہیں۔ مگر عرف عام میں جادو ان چیزوں کو کہا جاتا ہے جن میں جنات و شیاطین کا عمل دخل ہو یا قوت خیالیہ مسمریزم کا یا کچھ الفاظ و کلمات کا، کیونکہ یہ بات عقلاً بھی ثابت ہے اور تجربہ و مشاہدے سے بھی اور اصطلاح قرآنی میں سحر ہر ایسے امر عجیب کو کہا جاتا ہے جن میں شیاطین کو خوش کر کے ان سے مدد حاصل کی گئی ہو۔ پھر شیاطین کو راضی کرنے کی مختلف صورتیں ہیں۔ بعض ایسی ہیں کہ جن میں منتر اختیار کئے جاتے ہیں جن میں کفریہ کلمات ہوتے ہیں، اور بعض میں کواکب و نجوم کی عبادت اختیار کی جاتی ہے کہ جن سے شیاطین خوش ہوتے ہیں۔

کبھی ایسے اعمال کئے جاتے ہیں جو شیاطین کو پسند ہیں جیسے حیض آنا، خون استعمال کرنا، حالت جنابت میں رہنا وغیرہ۔

یہی وجہ ہے کہ سحر صرف ان لوگوں کا کامیاب ہوتا ہے جو گندے اور نجس رہیں۔ عورتیں بھی ایام حیض میں یہ کام کرتی ہیں تو مؤثر ہوتا ہے۔ باقی شعبدے اور ٹوٹکے، یا ہاتھ کی چالاکی کے کام کو مجازاً سحر کہہ دیا جاتا ہے۔

## سحر کی اقسام:

امام راغب اصفہانی ؒ نے لکھا ہے کہ سحر کی مختلف اقسام ہیں۔

ایک قسم محض نظر بندی اور ہاتھ کی چالاکی ہے جس کی کوئی حقیقت واقعہ نہیں۔ جیسے کہ بعض شعبدہ باز چالاکی

سے ایسے کام کر جاتے ہیں کہ عام لوگوں کی نظریں اس کو دیکھنے سے قاصر رہتی ہیں۔ قرآن کریم زعونی ساحروں کے جس سحر کا ذکر ہے وہ یہی قسم ہے۔ ارشاد ہے۔

سحروا اعین الناس: ان لوگوں نے آنکھوں پر جادو کرایا۔ **یخیل الیه من سحرهم**

۱۔ اس میں یخیل سے یہ بتلا دیا کہ لاٹھیاں اور رسیاں جو انہوں نے ڈالیں تھیں نہ سانپ بنیں اور نہ انہوں نے حرکت کی صرف حضرت موسیٰ ◆ کے تخیل نے یہ سمجھ لیا۔

۲۔ کبھی یہ کام شیطان کے اثر سے بھی ہو سکتا ہے۔ ارشاد ہے۔ "**ھل انبئکم علیٰ من تنزل الشیاطین تنزل علیٰ کل افاک اثیم**"

۳۔ یہ کہ جادو کے ذریعہ کسی چیز کی حقیقت ہی بدل جائے۔ بعض حضرات نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ سحر کا اثر صرف نظر بندی اور تخیل پر ہوتا ہے۔ مگر جمہور کا قول یہ ہے کہ انقلاب اعیان میں نہ کوئی عقلی امتناع ہے نہ شرعی۔ مثلاً کوئی جسم پتھر بن جائے یا ایک نوع سے دوسری نوع کی طرف منقلب ہو جائے۔

خلاصہ یہ ہے کہ سحر کی یہ تینوں قسمیں ممکن الوقوع ہیں۔

## سحر کے متعلق احکام شرعیہ:

جیسے کہ بتلا دیا گیا کہ قرآن وسنت میں سحر ایسے عمل کو کہا گیا ہے جس میں کفر وشرک اور فسق وفجور اختیار کر کے جنات وشیاطین کو راضی کیا گیا ہو اور ان سے مدد لی گئی ہو۔ اس سحر کو قرآن میں کفر قرار دیا گیا ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ سحر کی یہ مذکورہ قسم کفر ہے باقی اقسام کفر نہیں ہیں۔

الغرض: اصطلاح قرآن وسنت میں جس کو سحر کہا گیا ہے وہ کفر اعتقادی یا کم از کم کفر عملی سے خالی نہیں ہوتا۔ اگر شیاطین کو راضی کرنے کے لئے کچھ افعال واقوال کفر وشرک کے اختیار کئے تو کفر حقیقی اعتقادی ہوگا۔ اور اگر کفر وشرک کے اقوال وافعال سے بچ بھی گیا مگر دوسرے گناہوں کا ارتکاب کیا تو کفر عملی سے خالی نہ رہا۔ قرآن کریم کی مذکورہ آیت کو جو سحر کہا گیا ہے وہ اس اعتبار سے ہے کہ یہ سحر کفر حقیقی اعتقادی یا کفر عملی سے خالی نہیں ہوتا۔

یہاں چند ایک مسائل کا علم ضروری ہے (۱) جب یہ معلوم ہو گیا کہ سحر کفر حقیقی اعتقادی یا عملی سے خالی نہیں ہوتا تو اس کو سیکھنا سکھانا حرام ہوا اور اس پر عمل بھی حرام ہوا البتہ دفع ضرر کے لئے بقدر ضرورت سیکھا جائے تو بعض علماء نے اس کی اجازت دی ہے۔ (۲) تعویذ گنڈوں میں ایسے الفاظ ہوں جن میں شیاطین سے استمداد ہو تو بحکم سحر ہیں اور حرام ہیں اور مشتبہ الفاظ جن میں شیاطین سے استمداد کا احتمال ہو وہ بھی حرام ہے (۳) خالی مباح اور جائز امور سے کام لیا جائے تو اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ اس کو کسی ناجائز مقصد کے لئے استعمال نہ کیا جائے (۴) اگر قرآن کے کلمات کو ناجائز مقصد کے لئے استعمال کیا جائے تو بھی جائز نہیں مثلاً کسی کو ناحق ضرر پہنچانے کے لئے قرآنی آیات کا استعمال کرنا وغیرہ۔ جاری ہے

# تقریر صحیح بخاری شریف

قسط(۱۰)

عارف باللہ استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری نور اللہ مرقدہ

بانئ جامعہ خیرالمدارس

**ضبط و ترتیب:** مولانا قاری محمود احمد صاحب مدظلہم (مدرس جامعہ ہذا)

**اعتراض:** دنیا کے بعد عورت کو کیوں ذکر کیا حالانکہ دنیا میں یہ آ گئی تھی۔

**جواب نمبر ۱:** اس واسطے ذکر کیا، اہتمامِ شان کے لئے، عورتوں کا فتنہ چونکہ زیادہ ہے اس واسطے خصوصیت سے اس کو ذکر کر دیا۔

**جواب نمبر ۲:** دوسرے اس حدیث کا شانِ نزول یہ ہے کہ پہلے عرب کے لوگ غیر کفو میں نکاح نہ کرتے تھے جب اسلام آیا تو اسلام نے سب لوگوں کو برابر کر دیا اس واسطے غیر کفو میں بھی نکاح ہونا شروع ہو گیا، ایک عورت تھی اس کا نام تھا قیلہ، بڑی خوبصورت، اس کے ساتھ ایک آدمی، چھوٹی قوم کے نے نکاح کرنا چاہا، اس نے شرط لگا دی کہ تو اگر ہجرت کرے تو میرے ساتھ نکاح کر سکتا ہے ورنہ نہیں، اس آدمی نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی صرف نکاح کی غرض سے، اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث خطبہ میں کہی تھی **انما الاعمال بالنیات** کا ہجرت کو ثواب تب ہوتا ہے کہ جب اللہ کے لئے کرے، ورنہ گناہ ہوگا۔ چونکہ اس حدیث میں واقعہ ہے عورت کے لئے ہجرت کرنے کا اس واسطے عورت کا نام لیا۔ اس کی کنیت تھی ام قیس، اور اس شخص کو کہتے تھے مہاجر ام قیس، اس شخص کا نام معلوم نہیں۔

**اعتراض:** دنیا کی برائی کیوں کی گئی، دنیا تو اچھی بھی ہے اور بری بھی ہے، اچھائی اس کی نہیں بیان کی گئی؟

**جواب:** دنیا کو حاصل کرنا دو طرح پر ہے نمبر ۱ ایک بصورت دنیا۔ دنیا کو حاصل کرنا دنیا کے طریقہ پر۔ نمبر ۲ دنیا کو حاصل کرنا بصورت دین، تو دنیا کو دنیا کے طرز پر، یہ جائز اور مباح ہے، مثلاً کاشتکار کھیتی بوتا ہے، زمین کو سنوارتا ہے، تو دنیا کو دنیا کے طریقہ پر کما رہا ہے۔ اور ایک دنیا کو بصورت دین کما رہا ہے جیسا کہ حافظ قرآن خوش الحانی سے سنائے اور اس پر پیسے لے، یہ حرام ہے، اسی طرح تراویح پر پیسے لینا حرام ہے، اور جیسے مولوی وعظ کہہ کے پیسے لے، تو گویا دین پر ترجیح دی دنیا کو، یہ ناجائز ہے۔

متقدمین کے نزدیک دنیا کمانا حرام ہے بصورت دین، جس میں امامت بھی تھی، تعلیم بھی، اور اذان بھی، مگر ضرورت زمانہ کی وجہ سے فقہاء متاخرین نے تین چیزوں کو مستثنیٰ کر دیا جو شعار دین تھے۔ نمبر ۱ امامت۔ نمبر ۲ اذان۔ نمبر ۳ تنخواہ مدرسین، ان تین کے سوا اور تنخواہیں جائز نہیں۔ تو یہاں دنیا کی برائی کی بصورتِ دین۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **انما الاعمال بالنیات** اور آگے فرمایا ہے، **و انما لامری ما نویٰ**، ان دونوں میں فرق کیا ہے، دوسرا فقرہ، پہلے فقرہ کی تاکید ہے یا تاسیس، تاکید بعینہ وہی ہے اور تاسیس نئی بات کو کہتے ہیں، صحیح یہ بات ہے کہ دونوں فقرے الگ الگ ہیں، یہ تاسیس ہے تاکید نہیں۔ اب فرق دونوں فقروں میں چار طرح سے ہے۔

فرق نمبر ۱: علامہ سندھی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پہلے جملہ عرفیہ تجربیہ ہے اور دوسرا جملہ تشریعیہ ہے۔ پہلا بطور تمہید کے ہے اور دوسرا مقصود ہے کہ اگر اچھے عمل کرے گا تو آخرت میں ثواب ہوگا، برے کرے گا تو عذاب ہوگا۔

مثال نمبر ۱: **لكل امته امين و اَمين هٰذه الامة ابو عبيدة الجراح.**

مثال نمبر ۲: **لكل شيء زينة وزينة القرآن اٰخر البقرة.**

فرق نمبر ۲: پہلے جملہ میں ذکر ہے علۃ فاعلیہ کا۔ دوسرے جملے میں بیان ہے علۃ غائیہ کا۔ علتیں چار ہیں، مادی، صوری، فاعلی، غائی۔ یعنی یہاں نیت عمل کے لئے فاعل ہے۔ اور **لامری ما نویٰ** علۃ غائی یعنی اچھا یا برا ثمرہ۔

فرق نمبر ۳: پہلے فقرہ میں احوال، اعمال۔ دوسرے فقرہ میں عاملین کے احوال، جیسے ایک کام ہے اور دوسرے کام کرنے والے ہوگئے،

فرق نمبر ۴: پہلے فقرہ میں نیابت سے سکوت ہے یعنی عمل کے ساتھ نیتوں کے ہے خود کرے یا نائب کرے اس میں ذکر نہیں اور دوسرے جملہ میں نیابت کا ذکر ہے کہ ہر ایک کی اپنی اپنی نیت کا اعتبار ہے۔

سوال: اس حدیث میں مصنف ♋ نے ایک فقرہ کا ذکر کیا اور دوسرے کو حذف کر دیا باوجودیکہ ان کو معلوم ہے دوسرا فقرہ بھی، جیسا کہ ص ۱۳ پر پوری (حدیث) ہے، اور وہ قطعہ ہے **فمن كانت هجرته الى اللّٰه ورسوله**۔ حالانکہ قیاس یہ چاہتا تھا کہ پہلے پوری حدیث کو لاتا اور تیرہ صفحہ پر مختصر کو۔

**جواب نمبر ۱:** یہاں تھی بخاری کی تصنیف، اور بخاری کی تصنیف میں یہ فقرہ ثانی قربت محضہ پر دلالت کرتا ہے کہ جس کتاب کو لکھ رہے ہیں اس کا ثواب بھی بہت ہے اور یہ قرآن کے خلاف ہے (کیونکہ قرآن میں آتا ہے) **فلا تزكوا انفسكم**، (پس تم اپنے آپ کو مقدس مت سمجھا کرو (بس) وہی خوب جانتا ہے تقویٰ والوں کو) تو امام بخاری ♋ نے احتیاط کی کہ اپنے آپ کو پاک سمجھنے کے شک سے اس فقرہ ہی کو حذف کر دیا۔[1]

---

[1] بیاض مولانا ممتاز احمد مرحوم میں اس کی تقریر اس طرح ہے کہ۔ یہ جملہ حذف کیوں کیا؟

جواب: حکمت یہ ہے کہ قرآن میں آتا ہے **فلا تزكوا انفسكم** اور جو حذف کیا گیا ہے۔ وہ قربت محضہ تھا اس میں وہم ہوتا تھا کہ امام بخاری ♋ نے جو کتاب لکھی ہے اس کا ثواب ملنا یقینی ہے یہ **فلا تزكوا** کے خلاف ہے، اور موجودہ جملہ میں احتمال و تردد ہے کہ آیا اس کا ثواب ملے گا یا نہیں، تو تزکیۂ نفس سے بچنے کے لئے اس فقرہ کو حذف کر دیا۔

**دوسری وجہ :** امام بخاری ؒ نے اشارہ کیا ہے اس بات کی طرف کہ جو آدمی نیت صالحہ نہ رکھے کم از کم فاسد نیت سے ضرور بچے، اس واسطے برائی کا فقرہ لائے۔

**تیسرا جواب:** ان کے استاد تھے حمیدی، حمیدی سے یہ حدیث دو طرح سنی تھی، کبھی پوری کبھی ادھوری، تو اس سے پہلے ادھوری سنی تھی وہ بھی نقل کر دی اور پوری بھی سنی تھی پوری بھی نقل کر دی، جیسا استاد سے سنا ویسا نقل کر دیا۔

**جواب نمبر ٤ :** محدثین کا اختلاف ہوا کہ جو حدیث پوری ہو اس کا اختصار کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں سب متفق ہیں کہ اخیر میں سے حذف کرنا جائز ہے۔ مگر اس میں اختلاف ہے کہ درمیان سے اختصار کرنا جائز ہے یا نہیں، بعض کہتے ہیں کہ ناجائز ہے، اور امام بخاری ؒ قائل ہیں کہ جائز ہے، تو امام بخاری ؒ نے اس مسئلہ کو ظاہر کر دیا۔

یہ حدیث بخاری میں سات دفعہ آئی ہے، ص۲، ص۱۳، ص۳۴۳، ص۵۵۱ پر، آگے جلد ثانی میں ص ۷۵۹، ص۹۸۹، ص۱۰۲۸ پر۔ صفحہ۲ کے سوا باقی سب جگہ پوری ہے۔ بس ص۲ پر پوری نہیں لائے ان حکمتوں کی وجہ سے جو بیان کی ہیں۔

## ''نیت اعمال کے لئے شرط ہے یا نہیں:

اس حدیث کی تقریر دو طرح پر ہے، ایک فقیہانہ، دوسرے محدثانہ۔

### فقیہانہ تقریر:

اعمال تین قسم پر ہیں، نمبر۱ عبادات۔ نمبر۲ مباحات۔ نمبر۳ معاصی۔ نیت معاصی میں اثر نہیں کرتی ہے خواہ نیت کیسی ہی کرے (اچھی یا بری) معاصی ہر صورت میں معاصی رہتے ہیں (جیسے زنا یا چوری اچھی نیت سے کرے یا بری نیت سے وہ زنا اور چوری ہی رہے گا۔ اچھی نیت سے حلال نہیں ہوگا البتہ طاعات اور مباحات میں مؤثر ہوتی ہے۔ یعنی طاعت اگر دنیا کے لئے کرے گا تو ناجائز ہوگی اور اگر آخرت کے لئے کرے گا تو ثواب ہوگا جیسے نماز اگر دکھلاوے کے لئے پڑھے تو ناجائز ہے اور خدا کے لئے پڑھے تو ثواب۔ اس طرح مباحات ہیں، مثلاً کسی نے دوکان کھولی اس نیت سے کہ لوگوں کو سودوں کی آسانی ہوگی اور ان کی ضروریات پوری ہوں گی میں صفائی کے ساتھ دوں گا، تو یہ جائز ہے۔ اور اگر یہ نیت کی کہ میں اس سے پیسے جھوٹ کے ساتھ کماؤں گا اور اس کو عیش میں اڑاؤں گا تو ناجائز ہے، لہٰذا **انما الاعمال** میں طاعات اور مباحات مراد ہیں۔

پھر طاعات دو قسم پر ہیں نمبر۱ مقاصد۔ نمبر۲ وسائل۔ امام شافعی ؒ فرماتے ہیں کہ کوئی عمل بغیر

صحت نیت کے نہیں پایا جاتا (وسائل ہوں یا مقاصد) ہر عمل کے پائے جانے کے لئے صحت نیت کی ضرورت ہے، لہٰذا **انما الاعمال بالنیات** ظاہر پر نہیں بلکہ اس میں لفظ صحت محذوف ہے اصل میں یوں ہے **انما صحة الاعمال بالنیات ۔**

امام ابوحنیفہ ؒ فرماتے ہیں کہ یہاں لفظ ثواب محذوف ہے (اصل میں ہے) **ثواب الاعمال بالنیات**، اور ثواب حکم آخرت کا ہے تو معنیٰ یہ ہے کہ عمل پر جو ثواب ملے گا وہ آخرت میں ملے گا۔

شارح وقایہ ؒ نے لفظ حکم نکالا ہے، حکم دو قسم پر ہے دنیوی اور اخروی، اس کی مراد حکم اخروی ہے، اب لفظوں کا فرق ہوا مراد ایک ہی ہے، اب فرق ہے مقاصد میں اور وسائل میں، جیسے نماز میں نیت شرط ہے اور وسائل میں مثلاً وضو میں نیت شرط نہیں۔ اس واسطے کہ مقاصد سے مقصود ثواب ہی ہے اور جب نیت نہ ہوئی تو ثواب نہ ملا تو وہ مقاصد صحیح نہ ہوئے، بخلاف وسائل کے کہ اس میں اگر نیت ہوئی تو ثواب ملے گا، نیت نہ ہوئی تو ثواب نہ ملے گا، باقی وسیلہ بن جائے گا، باطل نہ ہوگا۔ اگر دونوں کر لئے (فعل اور نیت) تو ثواب بھی ہوگا اور وسیلہ بھی ہوگا۔

(ایک اشکال) تیمّم بھی وسیلہ ہے (پھر اس میں نیت کیوں شرط ہے؟ جواب یہ ہے کہ) تیمّم میں نیت شرط ہے بالتبع (یعنی تیمم طہارت میں اصل نہیں ہے بلکہ خلیفہ اور تابع ہے اس لئے اس میں نیت کرنی پڑے گی[1]) کیونکہ تیمیم کا معنیٰ (ہی) قصد و نیت ہے۔

دیکھا جائے تو یہ دلیل دونوں فریقوں کی نہیں کیونکہ دو باتیں ہیں، نیت کا ہونا اور نیت کا نہ ہونا، یہاں نہ ہونے کا بیان نہیں ہے۔

یہاں بیان ہے دو چیزوں کا، نمبر۱ نیت صحیح۔ نمبر ۲ نیت فاسدہ۔ اس لئے شوافع کا دلیل بنانا یہ غلط ہے اور حنفیہ کی طرف سے شافعیہ کو جواب دینا یہ غلط ہے۔

**فمن کانت هجرته الی اللّٰه و رسوله فهجرته الی اللّٰه و رسوله** اس میں تکرار ہے اور **و من کانت هجرته الیٰ دنیا** میں تکرار نہیں بلکہ **الیٰ ماهاجر الیه** ہے تو وجہ یہ ہے کہ اللہ ورسول ﷺ کا نام متبرک ہے اس میں حظ آتا ہے اور جس کا نام متبرک نہ ہو مذموم ہو اس کی طرف اشارہ کر دیا کہ اس کا تکرار مکروہ ہوتا ہے۔

(جاری ہے)

---

[1]: از تشریحات بخاری ج۱ ص۳۹) نمبر۲ یعنی اگر نیت صحیح ہوگی تو اس کی جزاء اچھی ہوگی اور اگر نیت فاسد ہوگی تو جزاء بھی فاسد ہوگی۔ (کمافی خیرالباری)

# رمضان عبادت کا مہینہ

حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی صاحب

حامدًا ومصلیًا ومسلمًا اما بعد!

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک میں روزہ فرض فرمایا اور حضور ﷺ نے تراویح کو مسنون قرار دیا، تراویح وہ عبادت ہے جو رمضان ہی کے ساتھ خاص ہے بعض حضرات نے اس کی مشروعیت کی حکمت یہ بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ نماز کی مشق کرا کر نماز کا عادی بنانا چاہتے ہیں کیونکہ دن رات کی نماز کی وہ رکعتیں جو مرض کی وجہ سے بھی معاف نہیں ہوئیں وہ سترہ فرض اور تین وتر ہیں، یہ وہ رکعتیں ہیں کہ بیمار اگر کھڑا ہو کر نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر اور اگر بیٹھ نہ پڑھ سکے تو لیٹ کر سر کے اشارہ سے پڑھ لے، جب تک سر سے اشارہ کی طاقت ہے تو ان بیس رکعت کو چھوڑنے کی اجازت نہیں بخلاف سنتوں کے کہ اگر وہ بیماری کی حالت میں چھوڑ دے تو اس کے چھوڑنے کی گنجائش ہے تو صاحب شریعت ◆ نے ماہِ رمضان میں نماز کا عادی بنانے کے لیے عشاء کے بعد بیس رکعتیں اور مسنون قرار دیں تا کہ رمضان میں نماز کا عادی بن جائے۔

## رکعات تراویح:

اس حکمت سے بھی معلوم ہوا کہ نماز تراویح کی رکعتیں بیس ہی ہونی چاہئیں، اور ادلۂ شرعیہ بھی بیس رکعت پر قائم ہیں، قرآن میں اللہ تعالیٰ سورۂ نور میں وعدۂ استخلاف کا ذکر کرتے ہوئے خلافتِ راشدہ کی ایک نشانی یہ بتائی کہ اللہ تعالیٰ ان کے لیے ان کا وہ دین رائج کر دیں گے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پسند فرمایا (النور) ان الفاظ سے اللہ تعالیٰ نے یہ اصول بیان فرما دیا کہ جو عمل خلافتِ راشدہ میں رائج ہو جائے وہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ہوگا اور خلافتِ راشدہ میں استقرار بیس رکعت ہی کو ہوا جیسا کہ عنقریب آئے گا اس لیے معلوم ہوا کہ بیس رکعت اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ ہیں۔

## سنت نبویہ:

شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا دوسرا ماخذ سنتِ نبویہ ہے، اس سے بھی بیس رکعت ثابت ہوتی ہیں

حدیث نمبر🗀: حضرت ابن عباس ◆ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں بیس رکعت اور وتر پڑھتے تھے (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۴، ج ۲)

حدیث نمبر 🗎: حضرت جابر ◆ فرماتے ہیں کہ رمضان میں ایک رات حضور ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور ہمیں (فرضوں سمیت) چوبیس رکعتیں پڑھائیں (تاریخ جرجان) یہ دونوں حدیثیں ایسی ہیں کہ پوری امت نے ان کو قبول کیا اور ان پر عمل کیا اور جس روایت کو امت قبول کر لے وہ صحیح ہوتی ہے (تدریب

الراوی ص ۲۹، ج ۱)

خبر قبول کرنے کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص یہ خبر دے کہ فلاں مکان پر پولیو کے قطرے پلائے جارہے ہیں اور لوگ اپنے بچے اٹھا کر اس مکان کی طرف لے جارہے ہیں، ایک شخص کہے کہ میں تو اس خبر کی تصدیق تب کروں گا جب اس خبر کے راوی کی تحقیق ہوگی کہ وہ عادل ہے یا عادل نہیں ہے، تو سب کہیں گے کہ یہ بڑا بیوقوف ہے، جب سب لوگوں نے اس خبر کو قبول کرلیا تو اب راوی کی تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں، کچھ لوگ عوام کو قرآن وسنت کے نام سے دھوکہ دیتے ہیں اگر وہ قرآن وسنت سے ان احادیث کا ضعف ثابت کردیں تو ہم جمہور کے ان روایات سے استدلال کو باطل قرار دیں گے، لیکن اگر ان احادیث کے ضعف کا فیصلہ کسی ضعیف حدیث سے بھی ثابت نہ ہوتو قرآن وحدیث کا نام لینے والے کچھ تو شرمائیں اور امت کو گمراہ نہ کریں۔

وسوسہ: بعض علماء امت نے ان احادیث کو ضعیف کہا ہے؟

جواب: ان علماء نے اس جرح کے باوجود بیس تراویح کا قول کیا ہے، ان علماء کی جرح تو معتبر ہو لیکن ان کا بیس تراویح کو سنت قرار دینا معتبر نہ ہو، آخر یہ فرق کیوں؟

وسوسہ: قیام اللیل میں حضرت جابر ♦ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں ایک رات آٹھ رکعتیں اور وتر پڑھائے (مختصر قیام اللیل ص ۱۵۵) نیز حضرت جابر ♦ فرماتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب ♦ رمضان میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اے اللہ کے رسول! آج رات مجھے ایک عجیب واقعہ پیش آیا ،حضور ﷺ نے پوچھا وہ کیا ہے اے ابی؟ تو حضرت ابی ♦ نے فرمایا کہ میرے گھر کی عورتوں نے کہا کہ ہم قرآن نہیں پڑھ سکتیں، تو ہم تیرے پیچھے نماز پڑھیں گی، تو میں نے ان کو آٹھ رکعتیں پڑھائیں تو حضور ﷺ خاموش رہے اور یہ خاموشی رضا کے مشابہ تھی (مختصر قیام اللیل ص ۱۵۵)

جواب: ان دونوں راویتوں کی سند ایک ہی ہے محمد بن حمید رازی یعقوب بن عبداللہ، عیسیٰ بن جاریہ، حضرت جابر ♦، حضرت جابر ♦ کے سینکڑوں شاگردوں میں سے اس روایت کو ان سے صرف عیسیٰ بن جاریہ نے نقل کیا ہے جس کے بارہ میں ابن حجر ؒ فرماتے ہیں کہ فیہ لین (تقریب) یعنی ان میں کمزوری ہے اور اس کے شاگردوں میں سے اس کو صرف یعقوب بن عبداللہ نے نقل کیا، ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ یعقوب بن عبداللہ قمی شیعہ ہے اس کی وہ روایت جس میں یہ منفرد ہو معتبر نہیں ہوتی (الہدایہ) اور اس کا شاگرد محمد بن حمید ہے، ابن حجر ؒ فرماتے ہیں کہ ابن معین کی رائے اس کے بارہ میں اچھی تھی مگر اس کے باوجود ضعیف ہے (تقریب) تو جب اس کے تینوں راوی قابلِ اعتماد نہیں اور پھر ان کو کوئی تلقی بالقبول بھی حاصل نہیں تو ان سے استدلال کیسے درست ہوسکتا ہے، بخلاف بیس والی روایت کے کہ اس کو پوری امت نے قبول کرلیا ہے، نیز حضرت جابر ♦ سے بیس رکعت والی روایت بھی منقول ہے جیسا کہ پہلے گزر گیا اور حضرت ابی ♦ بھی بیس رکعت پڑھاتے تھے جیسا کہ آئندہ آرہا ہے۔

## دورِ صحابہ:

حضور ♏ کے بعد دورِ صحابہ کرام سے اس میں بیس رکعت کی پختگی ہوئی یحیٰی بن سعید فرماتے ہیں کہ حضرت عمر ♦ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعتیں پڑھائے (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۳، ج۲) حضرت سائب بن یزید ♦ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر ♦ کے زمانہ میں لوگ بیس رکعتیں پڑھتے تھے (سنن کبریٰ وقیام اللیل ص۱۵۷) یزید بن رومان فرماتے تھے کہ حضرت عمر ♦ کے زمانہ میں لوگ بیس رکعت پڑھتے تھے (مؤطا امام مالک) محمد بن کعب القرظی فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر ♦ کے دور میں بیس رکعت پڑھتے تھے (مختصر قیام اللیل ص۱۵۷) حضرت حسن بصری بھی فرماتے تھے کہ حضرت ابی بن کعب ♦ حضرت عمر ♦ کے حکم سے لوگوں کو بیس رکعات پڑھاتے تھے (ابوداؤد ص۲۰۴، نسخہ نور محمد کتب خانہ)

وسوسہ: ابوداؤد کے عام نسخوں میں عشرین لیلۃ (بیس راتوں) کا ذکر ہے نہ کہ بیس رکعتوں کا؟

ج واب: یہ نسخوں کا اختلاف ہے کیونکہ حضرت ابی بن کعب ♦ بیس رات تراویح پڑھاتے تھے اور بیس رکعات پڑھاتے تھے، کہیں حضرت حسن بصری نے بیس رات کا ذکر کیا اور کہیں بیس رکعات کا ذکر کر دیا، چنانچہ مسند ابن کثیر میں بھی ابوداؤد کی اس روایت میں عشرین رکعۃ کے الفاظ ہیں اور سیر اعلام النبلاء میں بھی علامہ ذہبی نے ابوداود کی اس روایت میں بیس رکعتوں کے الفاظ ذکر کیے ہیں اور علامہ محمد علی صابونی شافعی استاذ جامعہ ام القری مکہ مکرمہ نے بھی حضرت حسن بصری کی اس روایت میں مغنی ابن قدامہ کے حوالہ سے بیس رکعتوں کے الفاظ نقل کیے ہیں (الھدی النبوی الصحیح فی صلاۃ التراویح ص۵۶) اختلافِ نسخہ کو تحریف کے عنوان سے عوام کے سامنے پیش کرنا بہت بڑی علمی بددیانتی ہے حضرت ابی بن کعب ♦ خود فرماتے ہیں کہ ان کو حضرت عمر بن الخطاب ♦ نے رمضان میں رات کو نماز پڑھانے کا حکم دیا...... تو انہوں نے لوگوں کو بیس رکعتیں پڑھائیں (کنز العمال ص۱۷۱، ج۸)۔

وسوسہ: مؤطا امام مالک میں روایت ہے کہ حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت عمر ♦ نے ابی بن کعب اور تمیم داری ♦ کو حکم دیا کہ لوگوں کو گیارہ رکعتیں پڑھائیں (مؤطا وقیام اللیل ص۱۵۷)

جواب: قارئین کرام! ذرا پچھلی روایات پر دوبارہ نظر ڈالیں کہ حضرت عمر ♦ کے زمانہ میں تراویح نقل کرنے والے یحیٰی بن سعید یزید بن رومان محمد بن کعب قرظی حضرت حسن بصری ابی بن کعب ♦ بیس رکعات کا ذکر کرتے ہیں، راوی حضرت سائب بن یزید کی روایات مختلف ہیں (۱) گیارہ رکعت (۲) تیرہ رکعت (قیام اللیل) (۳) بیس رکعت (سنن کبری وقیام اللیل ص۱۵۷)۔

معلوم ہوا کہ سات روایتیں ۲۰ کی ہیں، یہ آٹھویں روایت شاذ اور متروک ہے جس کو غیر مقلد معروف روایات کے مقابلہ میں ذکر کر رہے ہیں، پھر علامہ زرقانی نے شرح مؤطا میں اس گیارہ رکعت والی

روایت کواہم قرار دیا ہے اور امام بیہقی نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ ابتدائی زمانہ پر محمول ہے کہ جب جماعت کی رکعات کم تھیں، امام اپنی قراءت ان میں پوری کر لیتا (یعنی باقی رکعات اپنی اپنی پوری کر لیتے) لیکن جب حضرت عمر ♦ نے لمبی قراءت کی وجہ سے لوگوں پر مشقت محسوس کی تو رکعات بڑھا دیں اور قراءت کم کرنے کا حکم دیا (بیہقی) اسی طرح آخر میں بیس رکعات پر استقرار رہا۔ معلوم ہوا کہ یہ حضرات معروف روایات کے مقابلہ میں شاذ اور متروک اور غیر مؤول کے مقابلہ میں مؤول روایات کو عوام میں پھیلانا کارِ ثواب سمجھتے ہیں جو قرآن وسنت کے مزاج کے خلاف ہے، یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی و ما خلق الذکر والانثی کی معروف قراءت کے مقابلہ میں و الذکر و الانثی کی شاذ قراءت عوام میں پھیلائے یا نماز میں باتیں کرنے والی ابتدائی زمانہ کی روایات عوام میں پھیلائے اور نماز میں باتوں کے منسوخ ہونے والی روایات کو چھپائے۔

نوٹ: ترمذی شریف میں بھی حضرت عمر اور حضرت علی اور تمام صحابہ ⌧ کی رکعات بیس ہی لکھی ہیں

حضرت عثمان ♦ کے زمانہ میں تو بیہقی کی روایت کے مطابق اتنا لمبا قیام ہوتا تھا کہ لوگ لاٹھیوں پر سہارا لگاتے (سنن کبریٰ ص۲۹۶، ج۲) اور حضرت عثمان ♦ کو خلافت سونپتے وقت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ♦ نے شرط یہی لگائی تھی کہ حضرت کی مخالفت نہیں کرنی (الصواعق المحرقہ) اور ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابی بن کعب ♦ بیس رکعت پڑھانی شروع کیں تو مہاجرین وانصار میں سے کسی نے ان پر انکار نہیں کیا (فتاویٰ ابن تیمیہ) ابوالخنساء فرماتے ہیں کہ حضرت علی ♦ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ رمضان میں لوگوں کو بیس رکعات پڑھائیں (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۳، ج۲) عبدالعزیز بن رفیع فرماتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب ♦ رمضان میں لوگوں کو مدینہ میں بیس رکعات اور تین وتر پڑھاتے تھے (ابن ابی شیبہ) امام اعمش فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ♦ بیس رکعت اور وتر پڑھاتے تھے اور اسی تعداد پر بعد والے تابعین اور ائمہ مجتہدین کا اجماع ہوا، چنانچہ شتر بن شکل، ابن ابی ملیکہ، حضرت حارث، ابوالبختری، علی بن ربیعہ سب بیس کی جماعت کراتے تھے (ابن ابی شیبہ) اور حضرت عطاء تو فرماتے تھے کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے مکہ میں بیس کی جماعت دیکھی ہے (ابن ابی شیبہ) اور اس کے بعد ائمہ مجتہدین کے ذریعہ مشرق ومغرب میں بیس رکعات پھیل گئیں، یہاں تک کہ سب سے پہلے ۱۲۹۰ھ میں ہندوستان سے ایک اشتہار شائع ہوا کہ حضور ♏ کی تراویح آٹھ رکعت ہے اور بیس رکعت بدعت ہیں تو اس اشتہار کا جواب میں میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کے شاگرد مولانا غلام رسول صاحب قلعہ میہاں سنگھ والوں نے ینابیع کے نام سے لکھا اور فرمایا کہ یہ غالی مفتی کہاں سے آ گیا ہے جس نے مشرق ومغرب میں پھیلے ہوئے عمل کو بدعت کہہ دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ امت کو جمہور امت سے ملنے اور افتراق سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین

## جامعہ خیر المدارس کے دارالافتاء سے جاری شدہ استفتاء اور اس کا جواب

### نماز تراویح نفل ہے یا سنت؟

مفتی محمد عبداللہ صاحب (رئیس دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان)

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارہ میں: کہ نماز تراویح نفل ہے یا سنت ہے؟ حدیث پاک کی روشنی میں بتائیں شبینہ کے اسلام میں کیا احکامات ہیں

المستفتی: شفیق کاشف

ال    ج

نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے، خود حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ و سننت لکم قیامه الحدیث (ابن ماجه ص۹۵، نسائی ص۲۳۹، ج۱) نیز آپ ﷺ سے تراویح کے بارے میں بہت فضائل منقول ہیں، چنانچہ ایک روایت مبارکہ میں ہے حضرت ابو ہریرہ ؓ ناقل ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه (الحدیث) (ابوداؤد شریف ص۱۰۲، ج۱) آپ ﷺ کے دور میں بھی تراویح بیس رکعات ادا کی گئی ہیں، حضرات صحابہ ؓ کے ساتھ صرف تین رات ادا کی ہیں، چنانچہ حدیث ابن عباس ؓ میں وارد ہے عن ابن عباس ؓ ان رسول اللّٰہ ﷺ کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة و الوتر (الحدیث) (ابن ابی شیبة و الطبرانی و البیهقی) قال فی المغنی: وقیام شهر رمضان عشرون رکعة و اول من سنها رسول اللّٰہ ﷺ (اوجز المسالک ص۳۰۳، ج۲)

و تأید ذلک بحدیث ورد فیه مرفوعا الی النبی ﷺ انه کان یصلی عشرین رکعة من اللیل و لا یخفی ان العشرین هذه غیر التهجد (اعلاء السنن ص۵۹، ج۲) عن عائشة ان النبی ﷺ صلی فی المسجد فصلی لصلوته ناس ثم صلی من القابلة فکثر الناس ثمه اجتمعوا من اللیلة الثالثة فلم یخرج الیهم رسول اللّٰہ ﷺ فلما اصبح قال قد رأیت الذی صنعتم فلم یمنعنی من الخروج الیکم الا انی خشیت ان تفرض علیکم و ذالک فی رمضان (ابوداؤد ص۲۰۳، ج۱)

پھر حضرات صحابہ کرام ؓ اپنے گھروں اور مساجد میں گروہ در گروہ نماز تراویح ادا فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عمر ؓ نے دور خلافت میں ایک امام کی اقتداء پر حضرات صحابہ کرام ؓ کو جمع فرمایا اور بیس رکعات پر استقرار ہوا

عن عبدالرحمن بن عبدالقاری قال خرجت مع عمر بن الخطاب ؓ لیلة الی المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون یصلی الرجل لنفسه و یصلی الرجل بصلوته الرهط

فقال عمر ♦ انی لو جمعت هؤلاء علی واحد لكان امثل ثم اعزم مجمعهم علی ابی بن كعب ♦ (مشكوة المصابيح ص ۱۱۵، ج۱) عن السائب بن يزيد قال كنا نقوم من زمن عمر بن الخطاب ♦ بعشرين ركعة و الوتر (التعليق الحسن ص۵۴، ج۲)

قال محمد بن القرظی كان الناس يصلون فی زمان عمر بن الخطاب فی رمضان عشرين ركعة يطيلون فيها القراء ة و يوترون بثلاث (قيام الليل ص ۹۱)

نیز آپ ﷺ نے اپنی سنت مبارکہ کی طرح حضرات صحابہ کرام ؓ کی سنت پر بھی عمل کرنے کو لازم قرار دیا ہے، چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے علیكم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدين المهديين (مشکوۃ شریف ص۳۰)

نیز کتب فقہ ومجتہدین امت کی تصریحات سے بھی بیس رکعات نماز تراویح کا مسنون ہونا ثابت ہے، چنانچہ البحر الرائق میں ہے و قد حكی الاجماع علی سنتيها ص۱۱۷، ج۲) و الذی اشتهر من الصحابة و التابعين و من بعدهم هو العشرون (اوجز المسالک ص ۳۰۴، ج۶)

شبینہ کے جواز کے لیے درج ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔(۱) ترک ترتیل نہ ہو(۲) ریا مقصود نہ ہو(۳) سامعین سو نہ جاتے ہوں جو تقدس مسجد کے خلاف ہے(۴) ضرورت سے زیادہ روشنی کا تکلف نہ ہو(۵) لاؤڈ سپیکر کا استعمال نہ ہو اگر ہو تو آواز صرف حاضر سامعین تک محدود رہے(۶) تراویح میں شبینہ ہو، اگر نوافل میں ہو تو دو سے زیادہ آدمی نہ ہوں، اگر ان شرائط کا لحاظ ہو تو انعقاد کی شرعاً گنجائش ہے، لیکن چونکہ مروجہ شبینہ میں ان شرائط کی پابندی نہیں کی جاتی لہٰذا احتراز اولی ہے(ماخوذ خیر الفتاوی ص۴۹، ج۱)۔

فقط واللہ تعالی اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۲۷-۱۰-۱۴۳۴ھ

## علیحدہ علیحدہ تراویح میں ختم قرآن پاک کے بعد اجتماعی دعا مانگنا

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارہ میں:

ہمارے محلّہ کی مسجد میں امام صاحب تراویح میں قرآن پاک سناتے ہیں اور لوگ پورا قرآن پاک تراویح میں سنتے ہیں، چونکہ حفاظ کی تعداد دن بدن بڑھتی جارہی ہے جس کی وجہ سے مسجدوں کی قلت ہے، اس دفعہ امام صاحب کے حکم پر مسجد کے ساتھ والے کمرے میں اور مسجد کے اوپر والے حصہ میں تین حفاظ نے اپنا اپنا پورا قرآن سنایا اور ختم والے دن امام صاحب نے آٹھ تراویح میں اپنا قرآن پاک مکمل کیا اور باقی تینوں نے چار چار تراویح میں اپنا قرآن پاک مکمل کیا، اس کے بعد اجتماعی دعا ہوگئی، اس پر ایک دو آدمیوں نے اعتراض کیا کہ شرعی اعتبار سے شاید یہ صحیح نہیں، اس کے بارے میں وضاحت کردیں کہ شرعی اعتبار سے یہ عمل صحیح ہے یا نہیں؟

ال                                                              چ

آپ ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر ♦ کے دور میں اور حضرت عمر ♦ کے ابتدائی زمانہ خلافت میں حضرات صحابہ کرام ☒ مختلف ٹولیوں میں اور بعض حضرات صحابہ کرام ☒ علیحدہ تراویح ادا فرماتے تھے، پھر حضرت عمر ♦ نے تمام حضرات صحابہ کرام ☒ کو ایک امام کی اقتداء پر جمع فرمایا، چنانچہ مشکوۃ شریف ص۱۱۵، ج۱ میں ہے: **عن عبدالرحمن ابن عبدالقاری قال خرجت مع عمر بن الخطاب ♦ لیلة الی المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون یصلی الرجل لنفسه و یصلی الرجل بصلوته الرهط فقال عمر ♦ انی لو جمعت هؤلاء علی واحد لکان امثل ثم اعزم فجمعهم علی ابی بن کعب ♦ قال ثم خرجت معه لیلة اخری والناس یصلون بصلوة قارئهم**

مذکورہ بالا حدیث سے ایک مسجد میں متعدد جماعتوں کا ناپسندیدہ ہونا معلوم ہوتا ہے جس کی وجوہ مندرجہ ذیل ہیں:

اولا: حضرت عمر ♦ چونکہ خلیفہ راشد ہیں، اس لیے آپ ♦ کا عمل بھی سنت ہے، **لقوله علیه السلام علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین** (ایضاص۳۰، ج۱)

ثانیا: حضرات صحابہ کرام ☒ میں سے کسی ایک کا انکار نہ کرنا گویا صحابہ کرام ☒ کا اجماع ہے۔

ثالثا: حضرات فقہاء کرام بھی جس مسجد میں ایک مرتبہ تراویح کی جماعت ہو جائے دوبارہ اس میں جماعت کی اجازت نہیں دیتے، بلکہ تراویح کے بعد اگر باہر سے آ کر کچھ لوگ باجماعت تراویح ادا کرنا چاہیں تو حکم یہ ہے کہ وہ انفرادی طور پر پڑھیں، جماعت کے ساتھ پڑھنا ممنوع ہے **و لو صلی التراویح مرتین فی مسجد واحد یکره ............ و لو صلی التراویح ثم ارادوا ان یصلوا ثانیا یصلون فرادی** (ہندیہ ص۱۱٦، ج۱)

اس لیے آج کل جو ایک مسجد میں متعدد تراویح کی جماعات کا رواج چل پڑا ہے، یہ خلفاء راشدین اور صحابہ کرام ☒ اور فقہاء کے ارشادات کے خلاف اور شرعا ناپسندیدہ و مکروہ معلوم ہوتا ہے، لہٰذا اس سے احتراز کیا جائے، تاہم اگر مسجد سے باہر مختلف جگہوں پر قرآن کریم سنایا گیا ہو اور ختم والی رات مذکورہ بالا صورت اختیار کر لی جائے تو اس کی اجازت ہے کیونکہ مذکورہ ختم کے طریقہ کا حاصل متعدد ائمہ کی اقتداء میں تراویح ادا کرنا ہے، حضرت عمر ♦ نے حضرات صحابہ کرام ☒ کو دو اماموں پر جمع فرمایا تھا، چنانچہ مؤطا امام مالک ☙ میں روایت ہے کہ **امر عمر ♦ ابی بن کعب و تمیم الداری ♦ ان یقوما للناس فی رمضان الحدیث** (مشکوة ص ۱۱۵، ج ۱) **فقط والله تعالی اعلم**

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۲۷-۱۰-۱۴۳۴ھ

۲۶

# اشتہار تالیفات

# شیخ لاہوری ؒ اور خدمتِ قرآن

مرسلہ　حافظ عزیز الرحمٰن خورشید صاحب (منڈی بہاؤالدین)

مولانا غلام رسول مہر اپنے ایک مضمون ''بزرگان دیوبند'' میں لکھتے ہیں:
بزرگان دیوبند میں سے جن مقدس ہستیوں کو اولین درجہ کا احترام واعزاز حاصل ہے وہ حضرات حاجی امداد اللہ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ؒ ہیں۔ ان کے اسماء گرامی اس سرزمین کے آسمان پر ان درخشاں ستاروں کی طرح روشن ہیں جو تاریکی کے وقت صحراؤں میں مسافروں اور سمندروں میں ملاحوں کو راستے بتاتے ہیں۔ وہ اپنی زندگیوں میں علم وہدایت کے مشعل بردار تھے۔ جب اس دنیا سے رخصت ہوئے تو اپنے پیچھے پاکیزہ عملی نمونے چھوڑ گئے جو دلوں اور روحوں میں برابر دین حق کے ولولے پیدا کرتے رہیں گے۔ خصوصاً حضرت مولانا محمد قاسم اور حضرت مولانا رشید احمد کی تو ایک یادگار دارالعلوم دیوبند ایسی ہے جو تقریباً ایک صدی سے اس وسیع سرزمین پر دینی علوم کے قیام وبقاء کا ایک بہت بڑا سرچشمہ رہی ہے۔ اس کی آغوش میں سینکڑوں ایسی ہستیوں نے تربیت پائی جن کے کارنامے دین وسیاست دونوں کے دوائر میں قابل فخر ہیں''۔
نئی دنیا۔ مدنی نمبر ۳۳۔ دہلی۔

انہی قابل قدر ہستیوں میں سے ایک شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری ؒ کی ذات ہے، جن کے علم وفضل کے چرچے آج بھی دنیا کے کونے کونے میں گونج رہے ہیں۔ حضرت اقدس ؒ کا شمار ان اکابرین امت میں ہوتا ہے جو عالم باعمل ہونے کے علاوہ درجہ ولایت میں بھی ممتاز مقام رکھتے تھے۔ آپ نے زندگی بھر جس انداز سے قرآن کا ترجمہ اور تفسیر کا درس دیا اس کی نظر ماضی قریب میں بہت کم ملتی ہے۔ آپ کے درس میں شامل ہو کر استفادہ حاصل کرنے والے لوگوں میں محض علماء ہی نہیں بلکہ انگریزی دان طبقہ کی بھی ایک بہت بڑی تعداد شامل ہے۔ فرنگی کے زمانہ میں کلمۂ حق بلند کرنا گویا کہ اپنے آپ کو مصائب وآلام میں ڈالنا تھا۔ مگر اس اندھیر نگری میں حضرت لاہور آئے، اہل لاہور کے دل زنگ آلود ہو چکے تھے۔

قرآن وسنت کے مقابلہ میں رسم و رواج سے ان کو پیار تھا۔حضرت لاہوری ؒ اس تاریکی میں ٹمٹماتا ہوا چراغ لے کرمحض خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے نکلے پھر ہزار آندھیاں چلیں مگر جو چراغ اس مردحق کے ہاتھ میں تھااس کو بجھا نہ سکیں اور وہ چراغ بجھتا بھی کیوں جب فیصلہ خداوندی ہے۔ واللّٰه متم نوره ۔

لوگوں نے گالیاں دیں، احمد علی ؒ نے دعائیں دیں۔لوگوں نے پتھر مارے احمد علی ؒ نے قرآن سنایا، حضرت ؒ نے جن حالات میں قرآن کریم کی تفسیر کا آغاز کیا اس کے بارے میں حضرت کے شاگرد خصوصی مولانا ابوالحسن علی ندوی ؒ کے بیان کا خلاصہ ملاحظہ ہو۔

''مولانا نے تقریباً نصف صدی قرآن مجید کی خدمت واشاعت اور دینی دعوت واصلاح کا کام کیا اور اس سلسلہ میں آپ نے جس طرح ثبات واستقامت کا ثبوت دیا وہ بغیر اعلیٰ درجہ کی عزیمت، یقین اور روحانی قوت کے مشکل ہے۔جب انگریزی حکومت نے آپ کو دہلی سے جلاوطن کر کے لاہور پہنچایا تو آپ نے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر درس قرآن کا آغاز کیا''۔

اللہ اللہ! آپ کے استاذ حضرت شیخ الہند ؒ کی تعلیم کا آغاز بھی دیوبند میں انار کے درخت کے نیچے ہوا۔اور آپ کے پیارے شاگرد نے درخت کے نیچے بیٹھ کر درس کا آغاز فرمایا۔استاد نے مالٹا کے جیل خانہ میں قید رہنے کے باوجود قرآن کا ساتھ نہ چھوڑا۔قرآن کا ترجمہ لکھا۔اور شاگرد نے لاہور آ کر بے سروسامانی کے عالم میں قرآن کا درس دیا۔

مولانا ندوی ؒ کے الفاظ میں ''رفتہ رفتہ آپ کے درس نے شہر میں عام مقبولیت حاصل کرنی شروع کی اور پھر وہ پنجاب کا سب سے بڑا درس قرآن بن گیا۔حضرت کی اس کوشش کی وجہ سے پنجاب میں درس قرآن کا ذوق عام ہوا اور جگہ جگہ اس کی بنیاد پڑی۔ درس قرآن کا ناغہ یا تو جمعہ کو ہوتا یا جب آپ سفر میں ہوتے۔اس کے علاوہ کسی صورت میں بھی درس کا ناغہ نہ فرمایا۔عوام الناس کے واسطے نماز فجر کے بعد اور انگریزی دان طبقہ اور کالجوں کے طلباء کے لیے مغرب کے بعد اور آخر شعبان میں علمائے کرام کی کلاس ہوتی۔ اس درجہ میں مدارس عربیہ سے فارغ التحصیل اور آخری درجوں کے مستند طلباء کو داخلہ ملتا۔ داخلہ سے قبل حضرت امتحان لیتے اور پھر داخل فرماتے۔آخر میں امتحان لے کر کسی صاحب نسبت بزرگ کے ہاتھ سے سندیں دی جاتی تھیں۔اس سند پر حضرت سید انور شاہ کشمیری، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی اور مولانا شبیر احمد عثمانی • کے دستخط ہیں''۔

مولانا ندوی ؒ آخر میں لکھتے ہیں: ''مردان خدا کی خدمت میں حاضر ہونے، ان سے تعلق پیدا کرنے اور اپنے نفس کی اصلاح کا شوق اس درس سے پیدا ہوا اور یہ اس درس کا احسان عظیم ہے۔ بعد میں جب

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ترجمہ اور تفسیر قرآن کے اسباق سپرد ہوئے تو اس سے مجھے مدد ملی۔

## شیخ التفسیر اور ان کے خلفاء:

سابق رئیس الجامعہ پنجاب علامہ علاؤالدین صدیقی مرحوم اپنی ایک تحریر میں رقمطراز ہیں کہ:

خدام الدین اور مخذومان ملت کا ایک روحانی قافلہ ہماری آنکھوں کے سامنے گزشتہ چند برسوں میں جہان فانی سے نکل کر راہی ملک بقا ہوگیا۔عظمت کا ایک دور تھا جسے آنکھیں پھر نہ دیکھ سکیں گی،اس مقدس کارواں میں مفسر،محدث،فقیہ،اولیا،اصفیاء سب شامل ہیں۔ان میں شیخ التفسیر احمد علی رحمہ اللہ اس طرح خصوصاً قابل ذکر ہیں کہ ماضی قریب میں اس سرچشمہ فیض سے سیراب ہونے والوں کی وسیع تعداد اطراف واکناف عالم میں پھیلی ہوئی ہے۔خدمت قرآن کے اعتبار سے اس زمانے میں شاید کسی بزرگ نے اتنی شہرت پائی ہو۔پاکستان و ہندوستان سے باہر افریقہ،مشرق وسطیٰ،انڈونیشیا اور ملائیشیا میں خود اس احقر کو ان افراد سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا جنہیں اس چشمہ فیض قرآن سے فیض یاب ہونے کی عزت ملی بلکہ بعض اوقات اس ذرے(علامہ) کو جو اس آفتاب سے تعلق تھا وہ باہر کے ممالک میں بھی باعث صد عزت واحترام بنا۔ استاذی کی شہرت علم وعمل اقصائے عالم میں پھیلی ہے۔حضرت رحمہ اللہ نے ایک طویل عرصہ کتاب وسنت کی خدمت کی۔آپ کے ہاں خصوصی طور پر قرآن کریم کا درس،مشکوٰۃ شریف کا درس اور حضرت شاہ ولی اللہ مرحوم کی مقبول عام کتاب حجۃ اللہ البالغہ کا درس دیا جاتا تھا۔قرآن کریم کے حقائق ومعارف سے آشنا کرنا آپ کا خاص کمال تھا۔علوم مغربی کے سینکڑوں عشاق کو آپ نے قرآن کے علوم ومعارف پڑھائے،جس کی وجہ سے ان لوگوں کی زندگی میں انقلاب برپا ہوگیا۔عوام کے دلوں میں قرآن کریم سے وابستگی پیدا کرنے کی خداداد صلاحیت آپ کے اندر موجود تھی۔

محدث دوران حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیری رحمہ اللہ نے حضرت رحمہ اللہ کی اشاعت قرآن کے کارہائے نمایاں کو اپنے اوپر احسان سے تعبیر فرمایا۔

شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ اختتام سال پر دیوبند سے فارغ ہونے والے طلباء کو فرماتے کہ علم آپ نے دیوبند میں رہ کر حاصل کیا ہے اور اس کی تکمیل آپ لاہور جا کر حضرت شیخ التفسیر رحمہ اللہ کے دورۂ تفسیر میں شریک ہوکر کریں۔

آپ کے درس قرآن میں قطب دوران حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمہ اللہ اکثر وبیشتر شرکت فرمایا کرتے تھے۔حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ نے بارہا فرمایا کہ احمد علی اللہ کا نور ہے جب میں شیرانوالہ کی طرف نگاہ کرتا ہوں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ فرش زمین سے لے کر عرش بریں تک نور کی قندیلیں

روشن ہیں اور دنیا کو اپنی ضیا پاشیوں سے منور کر رہی ہیں۔حضرت لاہوری ؒ جب بھی شرق پور تشریف لے جاتے تو حضرت میاں صاحب آپ کو حکماً مصلیٰ پر کھڑا کرتے۔اور خود آپ کی اقتداء میں نماز ادا فرماتے۔

## امام انقلاب مولانا سندھی ؒ کے معتمد اور امین:

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی ؒ اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے، کہ اے اللہ! میں صبح کی نماز پڑھ کر درس قرآن دوں اور ظہر سے پہلے پہلے مجھے موت عطا فرما۔ تاکہ میری نماز قضا نہ ہو یا پھر کوئی ایک سی نماز ادا کروں اور دوسری سے پہلے تیرے پاس پہنچ جاؤں'' اللہ تبارک تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی جمعۃ المبارک ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ کو صبح کی نماز سے پہلے مرض الموت کا حملہ ہوا۔عشاء تک نماز میں بیماری کی حالت میں ادا کرتے رہے اگر چہ بیہوشی طاری ہوگئی تھی لیکن جب نماز کا وقت آتا تو آپ ہوش میں آجاتے تیمّم فرماتے اور نماز ادا کرتے پھر بے ہوشی طاری ہو جاتی اس طرح ساڑھے نو بجے شب اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب ؒ کا اسم گرامی کسی تعارف کا محتاج نہیں، مولانا عبید اللہ سندھی ؒ کے درس قرآن نے جو باکمال لوگ پیدا کئے مولانا احمد علی ؒ کا نام ان میں سر فہرست ہے آپ ضلع گجرانوالا موضع بلال میں پیدا ہوئے آپ کے والد سکھ سے مسلمان ہوئے تھے اور مولانا عبید اللہ سندھی ؒ کے مرید تھے انہوں نے آپ کو بچپن سے ہی اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر دیا اور مولانا سندھی ؒ کے سپرد کر دیا۔

مولانا سندھی ؒ کی صحبت اور فیض تربیت کے اثر سے آپ کے جوہر کھلے، مولانا سندھی، شاہ ولی اللہ ؒ کی دینی انقلابی تحریک کے اپنے عہد میں امین و معتمد تھے اور فلسفہ ولی اللہیٰ کے سب سے بڑے راز دان، آپ نے مولانا محمود الحسن ؒ کی ایماء پر دیوبند میں ''جمیعتہ الانصار'' قائم کی تھی اس کے بعد دہلی میں ''نظارۃ المعارف'' کے نام سے درس قرآن مجید شروع کیا تھا۔مولانا احمد علی صاحب ؒ نے انہی مدرسوں سے ظاہری علم وحکمت کا گنج گراں مایہ حاصل کیا۔

۱۹۱۵ء میں جب حضرت شیخ الہند ؒ کے حکم سے مولانا سندھی ؒ کابل تشریف لے گئے تو ان کی عدم موجودگی میں مولانا احمد علی ؒ ہی اس مدرسہ کے سربراہ مقرر ہوئے پھر مولانا سندھی ؒ نے حضرت شیخ الہند ؒ کے پروگرام کی تکمیل کے سلسلہ میں جو کچھ کیا اس میں مولانا احمد علی نے بھی برابر کا حصہ لیا۔

not found.

ص۳۱ پر اشتہار دارالاشاعت

ص۳۲ پر معجون فیصل آباد

# اسلام میں عیدین کا آغاز

تحریر مولانا حافظ خلیل الرحمٰن راشدی صاحب (چنوں موم، سیالکوٹ)

**عن انس رضی اللّٰہ عنہ قال قدم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم المدینۃ ولھم یومان یلعبون فیھما فقال ما ھٰذا ان الیومان قالوا کنا نلعب فی الجاھلیۃ فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قد ابد لکم اللّٰہ بھما خیرا منھما یوم الاضحٰی و یوم الفطر.** (ابوداؤد ج ا ص ۱۶۱، نسائی ج ا ص ۲۳۱، معارف الحدیث ج ۳ ص ۳۹۷)

ترجمہ: حضرت انس ♦ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ جن کی بہت سی تعداد پہلے ہی مسلمان ہو چکی تھی دو تہوار منایا کرتے تھے اوران میں کھیل تماشا کیا کرتے ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ ان دنوں کی کیا حقیقت ہے۔انہوں نے کہا کہ یہ ہم زمانہ جاہلیت میں اسلام سے قبل بھی منایا کرتے تھے اور وہی رواج آج تک چل رہا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دو تہواروں کے بدلے میں ان سے بھی بہتر دو دن تمہیں عطا فرمائے ہیں ۔ عید الاضحیٰ ، عید الفطر یعنی اسلام نے رسوم جاہلیت کو ختم کر کے اسلامی دستور کے موافق عید منانے کی ترغیب دی ہے وہ طریقہ یہ ہے جیسا کہ حدیث پاک میں مذکور ہے۔آیئے میں آپ کو سناتا ہوں۔

حضرت ابوسعید خدری ♦ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر وعید الاضحیٰ کے روز سب سے پہلے نماز پڑھتے ۔ پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر وعظ ونصیحت فرماتے اوراطاعت الٰہی کی ترغیب دیتے اور کوئی دستہ یا لشکر روانہ کرنا ہوتا تو اس کو روانہ فرماتے اور اگر کسی خاص چیز کا حکم فرمانا ہوتا تو اس کا حکم صادر فرماتے اور واپس تشریف لاتے ، جب واپس تشریف لاتے تو عورتوں کے مجمع پر گزر ہوا تو حضرت بلال ♦ کے کندھے پر ٹیک لگا کر ان کو نصیحت فرمائی ، اور فرمایا میں نے زیادہ عورتوں کو جہنم میں جاتے دیکھا ہے، لہذا اس سے بچنے کے لئے کثرت سے صدقہ کیا کرو۔ تو عورتوں نے اپنے زیورات تک اتار کر صدقہ کر دیئے ،حضرت بلال ♦ نے چادر میں اکٹھا کر کے حضور علیہ السلام کو دیدیئے، آپ ﷺ نے خیرات فرمادیا۔ (بخاری ج ا ص ۱۳۱)

جاننا چاہیے کہ اسلام نے سال بھر میں عید کے صرف دو دن مقرر کئے ہیں، ایک عید الفطر کا دن اور دوسرا عید الاضحیٰ کا اور ان دونوں عیدوں کو ایسی اجتماعی عبادات کا صلہ قرار دیا ہے جو ہر سال انجام پاتی ہیں۔اس لئے ان عبادات کے بعد ہر سال یہ عید کے دن بھی آتے رہتے ہیں۔عید الفطر تو رمضان المبارک کی عبادات

فاضلہ صوم وصلوٰۃ وغیرہ کی انجام دہی کیلئے توفیق الٰہی کے عطا ہونے پر اظہار تشکر ومسرت کے طور پر منائی جاتی ہے اور عید الاضحیٰ اس وقت منائی جاتی ہے جب کہ مسلمانان عالم اسلام کی ایک عظیم الشان اجتماعی عبادت یعنی حج کی تکمیل کر رہے ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ عبادات کے اختتام اور انجام پانے کی خوشی کوئی دنیوی خوشی نہیں ہے جس کا اظہار دنیاوی رسم ورواج کے مطابق کرلیا جاتا ہے یہ ایک دینی خوشی ہے اور اس کے اظہار کا طریقہ بھی دینی ہونا چاہیئے۔ اس لئے ان دونوں عیدوں میں اظہار مسرت اور خوشی منانے کا اسلامی طریقہ یہ قرار پایا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدۂ شکر بجالایا جائے اور بطور شکر کے عید الفطر کے دن صدقہ فطر ادا کیا جائے اور عید الاضحیٰ میں بارگاہ خداوندی میں قربانی پیش کی جائے اور اپنے خالق کی کبریائی اور عظمت وتوحید کے گیت گاتے ہوئے عیدگاہ میں جمع ہو کر اجتماعی طور پر سجدہ ریز ہو جائے اور اس طرح اپنے مالک کی عنایات کا شکر ادا کیا جائے۔

اس اسلامی طریقہ پر عید منانے کا طبعی اثر یہ ہونا چاہئے کہ مسلمان اپنی مسرت وخوشی کے اظہار میں بے لگام ہو کر نفسانی خواہشات کے تابع پڑنے سے باز رہے۔ اور دوسری قوموں کی طرح اس دن میں عیش ونشاط کی محفلیں آراستہ کرنے اور لذت وسرور میں بدمست ہو کر خدا فراموشی سے پرہیز واجتناب کرے۔

مقصد یہ ہے کہ عید کا دن مسلمانوں کے لئے ہنود و یہود اور عیسائیوں وغیرہ اقوام عالم کے قومی تہواروں کی طرح کا کوئی تہوار نہیں ہے اور نہ ایک دفعہ پیش آنے والے کسی تاریخی واقعہ کی یادگار کے طور پر ہر سال یہ دن منایا جاتا ہے جیسا کہ عموماً دوسری قوموں کے تہوار ایسے ہی واقعات تاریخیہ کی یادگار ہوتے ہیں بلکہ یہ دن مسلمانوں کی عبادت کا ہے اور اس کو منانے کے لئے خاص شان وصفت کی عبادت ''نماز'' کو مقرر کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ جو مسلمان اس دن میں عمدہ لباس پہنتا اور ظاہری زیبائش وآرائش کرتا ہے۔ اس کا مقصد اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کے ساتھ عیدگاہ میں پہنچ کر شکرانہ کے طور پر عبادت کا ادا کرنا ہی ہوتا ہے۔ اور اس کی اس ساری زینت وآرائش کی غرض بھی ایک عبادت کی تکمیل اور اس کو عمدہ طریقہ پر ادا کرنا ہی ہوتا ہے۔ افسوس کہ ہم دوسری قوموں کی نقالی میں آ کر رفتہ رفتہ عید کے اس اسلامی تصور اور اس کے حقیقی مقصد کو فراموش کرتے جا رہے ہیں اور دوسروں کی دیکھا دیکھی ہم نے بھی عید کو ایک قومی تہوار اور محض کھیل تماشا اور تھیٹر، سینما بینی کا دن سمجھ لیا ہے۔ اس لئے ہم بھی اس کو اپنی مرضی اور خواہشات کے مطابق منانے لگے ہیں، یہاں تک کہ بعض جگہ تو عبادت کے لئے عیدگاہ میں جاتے ہوئے اور واپسی میں ڈھول وغیرہ لے جاتے ہیں اور اس کو اظہار خوشی کا جائز طریقہ سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ طریقہ بالکل غیر اسلامی اور روح عبادت کے خلاف ہے۔ دوسری قوموں کے تہواروں اور رسومات میں تو ایسے طریقے ہوتے ہیں مگر جس اسلامی عید کے منانے کا حکم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے، اس عید میں کھیل تماشا اور ڈھول تماشا کی کوئی گنجائش نہیں ہے، بلکہ فکر سے کام لیا جائے تو عید کے اس اسلامی جشن مسرت میں تو قدم قدم پر احساس دلایا جاتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ

کے بندے ہیں اوراس کی مرضی کے خلاف کوئی کام کرنے کا ہمیں کوئی اختیار نہیں ہے، عید کے دن سنت کے مطابق غسل کرنا، عمدہ لباس پہننا اور عیدگاہ کے راستہ میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور بڑائی کا اعلان اللہ اکبر الخ کے ذریعے کرتے جانا اور پھر دوگانہ نماز میں عام نمازوں سے چھ مرتبہ زیادہ اللہ اکبر سے اللہ کی بڑائی کا اقرار کرنا، اظہار خوشی کے اس اسلامی طریقہ پر عمل کرنے کے بعد کیا کسی ہوشمند انسان کے لئے یہ بات رہ جاتی ہے کہ وہ عیش ونشاط اور کھیل تماشا کہ مجلسوں میں شریک ہو اور خدا فراموشی کا مظاہری کرے، غرضیکہ شریعت اسلامیہ نے ان دونوں عیدوں کو عبادت کے طور پر مقرر فرمایا ہے اوران میں اظہار خوشی کا طریقہ بھی عبادات کی صورت میں ہی مقرر کیا گیا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو عیدین کے متعلق ان کے خاص خاص احکامات وہدایات کے معلوم کرنے کی ضرورت ہے۔ زیر نظر مضمون میں فقہ کی معتبر کتابوں سے عیدین کے ضروری احکام کو اسی غرض سے پیش کیا جارہا ہے تاکہ ان دونوں عیدوں کے منانے کا اسلامی طریقہ معلوم کرکے مسلمان اس پر عمل پیرا ہوں اور ثواب آخرت کے مستحق قرار پائیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عنایت فرمادیں۔ آمین

**فضیلت یوم عید الفطر:**

حضور ◆ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا **ان لکل قوم عید و ھذا عیدنا** یعنی ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو جمع کر کے فخراً فرماتے ہیں اے ملائکہ جو مزدور اپنی مزدوری پوری کرلے اس کی کیا جزاء ہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اس کو اس کی مزدوری پوری پوری دیدی جائے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے فرشتو! سنو میرے بندوں نے اپنے فریضہ کو ادا کیا ہے جو میں نے ان پر فرض کیا تھا اب وہ دعائیں مانگ رہے ہیں مجھے میری عزت کی قسم اور جلال کی قسم اور بخشش اور بلندی اور بلند مکانی کی قسم میں ان کی سب دعائیں قبول کروں گا پھر فرماتے ہیں کہ جاؤ میرے بندو! میں نے تمہیں بخش دیا اور تمہارے گناہ نیکیوں سے بدل دیئے پس وہ اپنے گھروں کو بخشے بخشائے لوٹتے ہیں۔ (مشکوٰۃ ص۸۲)

اور ایک حدیث میں ہے: یعنی جب عید الفطر کا روز ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو ہر ہر شہر میں بھیجتے ہیں تو وہ زمین پر اترتے ہیں اور گلیوں کے سروں پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور آواز دیتے ہیں جس کو جنوں اور انسانوں کے علاوہ سب مخلوقات سنتی ہے۔ وہ کہتے ہیں اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! رب کریم کی بارگاہ کی طرف چلو جو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے اور بڑے بڑے قصور معاف کرنے والا ہے''۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتا ہے کہ کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جو اپنا کام مکمل کرچکا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اے ہمارے مولیٰ اے ہمارے رب اس کی جزاء یہ ہے کہ اس کا پورا پورا بدلہ اس کو دیدیا جائے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے فرشتو! میں تم کو گواہ بناتا ہوں میں نے ان کو رمضان کے روزوں اور راتوں کو قیام (تراویح) کے بدلے میں

اپنی رضا اور مغفرت دے دی اور بندوں سے خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرے بندو! مجھ سے مانگو، میری عزت کی قسم، میرے جلال کی قسم آج کے دن اپنے اس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کرو گے عطا کروں گا اور دنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے اس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا میری عزت کی قسم کہ جب تک تم میرا خیال رکھو گے میں تمہاری لغزشوں پر ستاری کرتا رہوں گا ان کو چھپاتا رہوں گا، میری عزت وجلال کی قسم میں تمہیں مجرموں اور کافروں کے سامنے رسوا نہ کروں گا۔ پس اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ تم نے مجھے راضی کیا میں تم سے راضی ہو گیا۔ پس فرشتے اللہ تعالیٰ کے اس انعام پر جوامت محمدیہ کو ملتا ہے خوشیاں مناتے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین ص ۳۴۰)

## عید کا دن بخشش کا ذریعہ ہے:

حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے **نادٰی منـاد من السماء کل لیلة الی الفجار الصبح**۔ (رمضان شریف کی) ہر رات طلوع فجر تک پکارنے والا آسمان سے پکارتا ہے۔

**یـا بـاغـی الخیـر تمم و ابشـر      و یا بـاغـی الشـر اقصر و ابصر**

اے خیر کے طالب آگے بڑھ اور اے شر کے طلب گار! گناہوں سے باز آجا اور (عبرت کے لئے) دیکھ (غور کر)

**هـل مــن تــائـب یتــاب عـلیــه      هــل مــن مستـغـفـر یغـفـر لــه**

''کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ اس کی توبہ قبول کی جائے؟ کیا کوئی مغفرت مانگنے والا ہے کہ اس کی بخشش کی جائے؟ **هل من داع یستجاب له** . کیا کوئی دعا مانگنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول کی جائے؟

**هل من سائل یعطیٰ سؤالهٗ**

کیا کوئی سوالی ہے کہ اس کا سوال پورا کیا جائے؟

پھر ارشاد فرمایا: **ولـلّٰـه عـزوجـل کل فطر من شهر رمضان کل لیلة عتقاء من النار ستو ن الفا**، ''اور اللہ تبارک وتعالیٰ ماہ رمضان کی ہر رات ساٹھ ہزار آدمیوں کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے ۔

**فاذا کان یوم الفطر اعتق فی جمیع الشهر ثلاثین مرة ستین الفا**۔ (زواجر ج ۱، ص ۱۶۱)

''اور جب شوال المکرّم (یعنی عید) کا دن آتا ہے تو جتنے سارے مہینے میں آزاد کئے ہوتے ہیں۔ اتنے ہی عید کے دن آزاد فرماتا ہے''۔

☆ رمضان کی ہر رات منادی ندا کرتا ہے۔ ☆ رمضان کی ہر رات نیکیوں کو پورا کرنے کی ندا دی جاتی ہے۔ ☆ رمضان کی ہر رات برائیوں سے بچنے کی ندا دی جاتی ہے ☆ رمضان کی ہر رات مغفرت مانگنے والوں کی بخشش کی جاتی ہے۔ ☆ رمضان کی ہر رات توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کی جاتی ہے۔ ☆ لیکن عید کے دن رمضان کی تمام راتوں اور دنوں میں جتنے لوگوں کی مغفرت و بخشش ہوئی اتنے مزید لوگوں کی بخشش و

مغفرت ہوتی ہے۔☆ عید کا دن پیغام مغفرت ہے۔☆ عید کا دن ذریعہ بخشش ہے ☆ عید کا دن نزول رحمت کا دن ہے۔☆ عید کا دن حصول برکات کا دن ہے۔

## مسلمانوں کی پہلی عید:

ان اول عید شرع فی الاسلام عید الفطر فی السنة الثانية من الهجرة۔ ''بے شک پہلی عید جو اسلام میں شروع ہوئی وہ عید الفطر تھی اور یہ ۲ھ میں ہوئی''۔

☆ اسلام کی پہلی عید، عید الفطر تھی ☆ اسلام کی پہلی عید سن دو ہجری میں منائی گئی۔

یوم جزاء: عید الفطر کی فضیلت کے بارے میں سرکار دو عالم نبی محتشم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

''حضرت سعد بن اوس انصاری (رضی اللہ عنہما) اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب یوم عید الفطر ہوتا ہے تو فرشتے راستوں کی گزرگاہوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور پکارتے ہیں۔ آج کی صبح تم نے اے مسلمانوں کے گروہ! اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر خیریت سے پھر تمہیں اس پر بہت بڑا ثواب عطا فرمائے گا، تمہیں رات کے قیام کا حکم دیا گیا تو تم نے قیام کیا (یعنی تراویح پڑھی) اور دن کو روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا تو تم نے روزہ رکھا۔ تم نے اپنے رب کی اطاعت کی تم اپنی جزا اور انعام حاصل کرو اور جب مسلمان نماز عید پڑھ لیتے ہیں تو فرشتے پکارتے ہیں، بے شک تمہارے رب نے تمہاری مغفرت کر دی ہے پس تم واپس لوٹو اپنے گھروں کی طرف رشد و ہدایت پاتے ہوئے یہ جزا کا دن ہے اور آج کے دن کا نام آسمانوں میں ''یوم الجزاء'' ہے۔

☆ عید کے دن فرشتے راستوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔
☆ عید کے دن فرشتے مسلمانوں کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔
☆ عید کے دن فرشتے مسلمانوں کو جزائے خیر کی نوید سناتے ہیں۔
☆ عید کے دن کا نام آسمانوں میں یوم الجزاء ہے۔
☆ عید کی صبح بخشش و مغفرت کی صبح ہے۔
☆ عید کی صبح فضل و احسان کی صبح ہے۔
☆ عید کی صبح کی ساعت انعام و اکرام کی ساعت ہے۔

## حضرت عمر بن عبد العزیز ؓ کے بچوں کی عید:

حضرت عمر بن عبد العزیز ؓ کے دور حکومت کا واقعہ ہے، دار الحکومت دمشق میں عید کا چاند دیکھ کر ہر طرف خوشی کی لہر دوڑی ہوئی ہے، ہر گھر میں چہل پہل ہے، ہر گھر عید کی تیاریوں میں مصروف ہے، بچے شادمانی و مسرت سے اچھلتے کودتے پھر رہے ہیں، اپنے نئے کپڑے دیکھ کر پھولے نہیں سماتے۔ اس خوشی کے عالم میں ایک بچہ نہایت غمگین و پریشان اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور اپنی ماں سے لپٹ کر رونے لگتا ہے،

ماں گھبرا کر تسلی دینے لگتی ہے اور پوچھنے لگتی ہے، میری آنکھوں کے تارے، میرے دل کے سہارے! میں تجھ پر قربان! ذرا بتا تو سہی کیوں رو رہا ہے دیکھ تو سہی سب بچے کتنے خوش وخرم لگتے ہیں بچہ سسکیاں لیتے ہوئے بولا: اماں جان! میں اس لئے رو رہا ہوں کہ کل ہمارے خاندان کے تمام بچے نئے کپڑے پہن کر عید گاہ جائیں گے، مجھے پرانے کپڑے پہن کر جاتے ہوئے شرم آئے گی۔ امی مجھے بھی نئے کپڑے دو۔'' ماں کا دل بے قابو ہو گیا اور بچے کو سینے سے لگاتے ہوئے اور تسلی دے کر کہنے لگی: بیٹا! مت رو۔ تھوڑی دیر بعد تمہارے ابو آجائیں گے۔ میں ان سے کہہ کر تمہارے کپڑے منگوا لوں گی۔'' جانتے ہو یہ کون بچہ ہے؟ مسلمانوں کے سب سے بڑے سردار اور خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن عبدالعزیز ؓ کا فرزند دلبند ہے، ماں کی تسلی اور تشفی پر بچہ مسکرا اٹھا اور کہنے لگا: ''امی جان! میرے لئے ایسی عبا (کوٹ) ضرور منگوا دیجئے۔ ضرور منگوا دیجئے جیسی جعفر کو اس کے ابو نے لا کر دی ہے۔

''ماں بیٹے کی گفتگو ہو رہی تھی کہ امیر المومنین ؓ تشریف لے آئے۔ تو بیوی نے کہا: ''حضور! کل عید ہے، بنو امیہ کے سب بچوں کے کپڑے نئے بنے ہیں، مگر ہمارے بچوں کے لئے خلیفہ ہوتے ہوئے بھی پرانے کپڑے ہیں۔ امیر المومنین ؓ نے ارشاد فرمایا۔ ''تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ سلطنت کا کام کرنے کے بدلے میں مجھے صرف دو درہم روزانہ ملتے ہیں، اس تھوڑی سی رقم سے کھانے پینے کا کام بھی بمشکل پورا ہوتا ہے۔ رہا بیت المال تو وہ عام مسلمانوں کا پیسہ ہے جس کے حقدار یتیم، مسکین اور بیوہ عورتیں وغیرہ ہیں۔'' بیوی: ''مگر بچے روتے ہیں، ننھا منا کہہ رہا ہے اسے عید گاہ جاتے ہوئے شرم آئے گی؟

''امیر المومنین۔'' اچھا اگر تمہارے پاس زیور ہو تو اسے بیچ کر بچوں کی خوشی پوری کر دو۔''

بیوی۔'' میرے پاس تو کوئی زیور نہیں۔ آپ نے خلیفہ ہوتے ہی یہ کہہ کر تمہارا سارا زیور بیت المال کے پیسوں سے بنا ہوا ہے، اسے بیت المال میں جمع کر دیا تھا اور کہا تھا کہ یہ مال عوام کا ہے، اس پر ہمارا کوئی حق نہیں۔

''امیر المومنین۔ سر جھکا کر کچھ دیر سوچتے رہے۔ پھر بیت المال کے مہتمم کو خط لکھا کے مجھے اگلے مہینے کا وظیفہ پیشگی دے دو۔''

مہتمم نے جواب میں لکھا کہ ''امیر المومنین! تعمیل کے لئے غلام حاضر ہے، مگر آپ نے یہ کیسے یقین کر لیا کہ آپ مزید ایک ماہ تک زندہ رہیں گے اور اس یقین کے بغیر آپ مسلمانوں کے پیسوں کی ذمہ داری کس بناء پر لے رہے ہیں؟

''امیر المومنین'' نے جواب پڑھا تو سانس گھٹنے لگا۔ بھرائی ہوئی آواز میں آپ نے کہا۔ خدا تعالیٰ کی قسم! مجھے مہتمم نے گناہ سے بچا لیا ہے۔''

امیر المومنین اب تسلی کے لئے بیٹے کے سر پر ہاتھ پھیر رہے ہیں اور ہاتھ پھیرتے ہوئے ارشاد فرمایا بیٹا! جو بچے صبر و شکر سے پرانے کپڑے پہن کر گزارہ کر لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں قیمتی کپڑے پہناتا ہے

پرانے کپڑے پہننے میں کوئی شرم نہیں۔شرم تو اس بات پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور مخلوق کی خدمت سے منہ موڑ لے، ظلم وزیادتی اور فریب ودھوکہ بازی سے اپنی خواہشات پوری کرے۔'' بیٹے کے دل پر باپ کی بات نے گہرا اثر کیا اور اگلے دن خوشی خوشی پرانے لباس میں ہی عید منالی۔(الاخیار)

یہ وہ امیر المومنین ہے جو ایک مہمان کے لئے بیت المال کا چراغ جلانا حرام سمجھتا ہے جو زوجہ کے زیورات بھی بیت المال میں داخل کرادیتا ہے جو وظیفہ اتنا لیتا ہے جس سے صرف زندگی بچ سکے۔آخر کار عید کے روز بھی اتنا مال نہیں ہے کہ بچوں کو نیا لباس خرید کر دے سکیں وہی پرانے کپڑے دھو کر پہنا دیئے ایسے ہی حاکموں کے بارے میں ہے کہ میدان محشر میں تحت ظل عرش ہوں گے۔

## عید کی غرض وغایت:

بزرگو اور دوستو! اصل عید یہ ہے کہ جو امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز ؓ نے ادا کر کے دکھائی، جامہ ہائے نفیس ونرم پہننے اور طعام ہائے لذیز کھانے اور خوبرویان سیم اندام کو بغل گیر کرنے اور ہواؤ ہوس کو نکالنے کا نام عید نہیں بلکہ عید وہ ہے کہ قبولیت اور طاعت وعبادت الٰہی کے آثار اس میں پائے جاتے ہوں اور کفارہ ذنوب بنے اور عید وہ ہے جو سیئآت کو صالحات سے مبدل کرائے۔

ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا کہ عید کے روز خشک روٹی کھا رہے تھے۔اس شخص نے کہا آپ عید کے روز بھی خشک روٹی کھا رہے ہیں؟ آپ ♦ نے فرمایا کہ آج عید اس شخص کی ہے جس کے روزے مقبول ہوئے اور گناہ معاف ہوئے۔مسلمانوں کی عید صرف خوانِ نعمت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتی پیٹ کے پجاری جو ناعاقبت اندیش ہوتے ہیں صرف وہی دسترخوان طلب کرتے ہیں۔حضرت علی ♦ نے عید کا خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لیس العید لمن لبس الجدید    ولکن العید لمن خاف الوعید

عید نئے کپڑوں کے پہننے کا نام نہیں بلکہ عید رب سے ڈرنے کا نام ہے۔

ظفر آدمی اس کو نہ جانیو ہو وہ کیسا ہی صاحبِ فہم و ذکاء
جسے طیش میں یاد خدا نہ رہی اور عیش میں خوفِ خدا نہ رہا

## شیخ عبدالقادر جیلانی ؓ اور عید:

کسی شخص نے محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی ؓ سے کہا کہ حضرت! لوگ کہہ رہے ہیں کہ کل عید ہے، تو فرمانے لگے۔

خلق گوید کہ فردا روز عید است    خوشی در روح ہر مومن پدید است
در آں روزیکہ با ایمان بمیرم    مرا در ملک خود آں روز عید است

یعنی ہر شخص کہہ رہا ہے کہ کل عید ہے اور ہر مومن کے دل میں خوشی ہے۔لیکن میری عید اس روز ہوگی جس

روز ایمان سے مروں گا۔

ایک واقعہ : ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضور علیہ السلام مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے صبح کا وقت تھا اور آپ ﷺ عید کے فضائل بیان فرما رہے تھے۔ تمام اصحاب محو نظارۂ دید تھے اور خوش ہیں کہ ابھی رب العزت سے عید گاہ میں تحائف وصول کرنے جائیں گے، احکام وفضائل سننے کے بعد تمام صحابہ ؓ اپنے اپنے گھروں کو تشریف لے گئے تا کہ غسل کر کے نئے کپڑے پہن کر مسجد نبوی میں وقت پر پہنچ جائیں اور سرکار دو عالم ﷺ کی قیادت میں عید گاہ کا رخ کریں، جب حضور علیہ السلام گھر تشریف لائے حضرت حسن اور حضرت حسین ؓ نہا دھو کر خوشبو لگا کر آپ ﷺ کی انتظار میں بڑی بے قراری سے وقت کاٹ رہے تھے جونہی دہلیز پر آپ ﷺ نے قدم رکھا تو نبی ﷺ کے لاڈلے نواسے نانا، نانا کہہ کر آپ ﷺ سے چمٹ گئے، آپ ﷺ نے دونوں کی پیشانیوں کو چوما اور انہیں اندر لے گئے۔

حضرت عائشہ ؓ کی گود میں بٹھا دیا اور فرمایا اے عائشہ ؓ! انہیں کھانے کے لئے کچھ دو! فراغت غسل کے بعد آپ ﷺ نے سفید لباس زیب تن فرمایا، خوشبو لگائی اتنے میں رسول اللہ ﷺ کے مؤذن حضرت بلال ؓ نے دروازے پر دستک دی اس کے بعد آپ ﷺ مع حسنین ؓ کے مسجد نبوی میں تشریف لے گئے، ؓ صحابہ منتظر تھے پاکباز لوگوں کی جماعت سید الکونین ﷺ کی سرکردگی میں عید گاہ کی طرف روانہ ہوئی جبرائیل امین ؓ فرشتوں کی جماعت سمیت استقبال کر رہے تھے۔

اللّٰہ اکبر ، اللّٰہ اکبر ، اللّٰہ اکبر ، لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر ،اللّٰہ اکبر و للّٰہ الحمد ۔ کی دھیمی آواز اور سریلی رجز میں ورد کرتے ہوئے یہ قافلہ آہستہ آہستہ عید گاہ کی طرف بڑھ رہا تھا، ارض مقدس کی یہ نامور ہستیاں عید گاہ کے قریب پہنچنے والی تھیں کہ اچانک رسول اللہ ﷺ کے کانوں میں کسی کے رونے کی آواز آئی یہ کسی بچے کے رونے کی آواز معلوم ہوتی تھی جو اس درد اور رقت کے ساتھ رو رہا تھا کہ جس کا اندازہ یتیمی کے ماحول میں پلے ہوئے انسان ہی کو ہوسکتا ہے۔ آپ ﷺ رک گئے، پیچھے مڑ کر دیکھا کہ بچوں کا ایک جھرمٹ ہے کہ عید کی خوشی میں مشغول ہیں، بچوں پر مسرت اور تازگی کے آثار نمایاں ہیں۔ ایک دوسرے کو عید کی مبارک باد کا پیغام دے رہے ہیں انہی بچوں میں ایک بچہ پرانے کپڑوں میں ملبوس ہے جونہی بچوں کے قہقہے سنتا ہے اس کے غم میں اضافہ ہوتا ہے اور رونے کی آواز بلند کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف رخ کیا، کائنات کا رخ تبدیل ہو گیا۔ حسن وحسین ؓ پیدل صحابہ ؓ پیچھے پیچھے، آپ ﷺ بچے کے قریب پہنچے بچہ اتنا بڑا مجمع دیکھ کر سہم گیا اور سسکیاں بھرنے لگا۔

اللہ کے پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ بیٹا کیوں روتے ہو؟ بچہ نے غور سے آپ ﷺ کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا کہ میں یتیم ہوں، میرا باپ مر چکا ہے اب بھی دنیا میں مجھے کوئی بیٹا کہہ سکتا ہے؟ اسے ایسا محسوس ہوا کہ خواب میں اس کے باپ کی روح اس سے ہمکلام ہے اور وہ رو رو کر بیہوش ہو گیا۔ بچے کی معصومیت نے

بغیر کہے سب کچھ کہہ دیا۔ اے نصیحت کرنے والے تجھے میرے مصائب کی خبر نہیں۔ بچہ نبی کریم علیہ السلام کو نہیں جانتا تھا۔ اس لئے نہایت بے اعتنائی سے باتیں کر رہا تھا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے اس کی سب باتیں سننے کے بعد فرمایا۔ صاحبزادے! وہ تیرے مصائب کیا ہیں؟ وہ صدمہ کیا ہے؟ بچے نے کہا میرا باپ ایک غزوہ میں شہید ہو چکا ہے۔ میری ماں نے دوسری شادی کر لی ہے، سوتیلے باپ نے مجھ کو گھر سے نکال دیا ہے، اس وقت نہ میرا باپ ہے، نہ ماں، نہ کپڑے پہننے کے لئے اور نہ کھانے کے لئے کچھ ہے، اس حالت میں مجھے عید کی کیا مسرت ہو سکتی ہے؟ عید تو ان بچوں کی ہے جن کو ماں باپ کی آغوش میں تربیت حاصل ہے اور کھانے پینے اور کپڑوں سے بے نیاز ہیں۔

رحمۃ للعالمین ﷺ نے جب اس کی درد بھری داستان سنی تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور دوسرے بچوں کی طرف متوجہ ہو کر پوچھتے ہیں کہ تم اس کو اپنے کام اور خوشی میں شریک کیوں نہیں کرتے؟ بچوں نے عرض کیا کہ ہماری ساری کوششیں بیکار ثابت ہو چکی ہیں ہم جس قدر اس بچے کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں اسی قدر اس کی وحشت اور نفرت بڑھتی ہے ہم جب اس کے سامنے عید کا ذکر کرتے ہیں اسی قدر حیرت اور تعجب سے ہمارا منہ تکتا ہے۔ اس کے بعد رحمۃ للعالمین ﷺ نے اس یتیم بچے کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے بچے! تو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ تیرے باپ کی بجائے محمد ﷺ تیرا باپ ہو جائے اور ماں کے بجائے حضرت عائشہ □ تیری ماں ہو جائے فاطمۃ الزہرا □ تیری بہن۔

یہ کہنے کے بعد آپ ﷺ نے بچے کو اپنے دوش مبارک پر اٹھا لیا اس دوش پر جس پر ابھی چند منٹ قبل آسمان حُسن کے حسین ترین ماہ پارے بیٹھے تھے۔ اب ایک یتیم لاوارث بے کس معصوم بوسیدہ لباس آٹھ سال کا بچہ بیٹھا ہے اور اپنی یتیمی پر فخر کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ جیسے باپ پر ہزاروں باپ قربان اور عائشہ صدیقہ □ جیسی ماں پر ہزاروں مائیں قربان اور فاطمۃ الزہرا □، قاسم وطیب ◆ جیسے بہن بھائیوں پر سینکڑوں بہن بھائی نثار۔ ایسے ماں باپ بہن بھائیوں پر میں فخر کرتا ہوں''۔

واہ سبحان اللہ۔ کیا شان ہے اس یتیم کی جس کی سید الکونین ﷺ جیسی سواری ہو **نعم الراکب و نعم المرکب** آج حالی کی وہ مدح صادق آ رہی تھی۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا — مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا — وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ — خطا کار سے درگزر کرنے والا

برادران ملت! کیا حضور علیہ السلام عیدگاہ گئے۔ نہیں نہیں وہ تو قریب آ چکی تھی اتنی دیر تو سوار ہونا تھا جتنی دیر حسنین ◆ سوار ہوئے تھے۔'' وقت کی گھڑیو! پیہم ہو جاؤ۔ سورج! تم اپنی رفتار نرم کر لو۔ نظام کائنات! ذرا رک جاؤ۔ جب تک اس یتیم کی عید نہ ہوگی پیغمبر کی بھی عید نہ ہوگی۔ پیغمبر کی عید نہ ہوگی تو ساری کائنات کی عید

نہ ہوگی۔ یہی وہ رحمۃ للعالمین ﷺ تھے جن کے سامنے ساری کائنات جھکی ہوئی تھی۔

حضور علیہ السلام واپس تشریف لائے تو حضرت عائشہ □ اچانک وردو مسعود پر حیران ہوجاتی ہیں۔ وجہ پوچھتی ہیں آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ عائشہ □ تم اولاد کے لئے ترستی تھیں ناں۔ آج رب العزت نے تمہاری آرزو پوری کردی۔ اور سب مسلمانوں کی عید سے قبل تمہاری عید ہوگئی۔ حضرت عائشہ □ آگے بڑھ کر بچے کو گود میں لئے چوم رہی ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا عائشہ □ اس کی ماں ہے۔ اس کا کوئی بھائی نہیں، حسن و حسین ◆ اس کے بھائی ہیں، اس کی کوئی بہن نہیں، فاطمۃ الزہراء □ اس کی بہن ہے۔ اٹھو عائشہ □ بچے کو نہلاؤ۔

حضرت عائشہ □ اور حضور ﷺ بچے کو نہلاتے ہیں۔ جنت کی عورتوں کی سردار پانی ڈال رہی ہے۔ حسن وحسین ◆ اچھے جوڑے کا انتخاب کررہے ہیں۔ گویا گھر کا ہر ایک فرد حقیقی طور پر عید یتیم پر لطف اندوز ہورہا ہے۔ بچے کا غم مسرت اور رنج خوشی سے تبدیل ہوگیا۔ جب دوسرے بچے اس تبدیلی کی وجہ دریافت کرتے تو وہ بچہ فخر سے کہتا کہ جس کا باپ سید الکونین ﷺ ہو اور ماں عائشہ صدیقہ □ ہو اور بھائی **سیدا شباب اھل الجنۃ** ہو اور بہن **سیدۃ نساء اھل الجنۃ** ہو وہ کیوں فخر نہ کرے۔ آپ ﷺ کے الطاف کریمانہ نے میرے مصائب وآلام کو مسرت وشادمانی سے تبدیل کردیا ہے اب میں جس قدر بھی خوشی کا مظاہرہ کروں کم ہے۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام عیدگاہ تشریف لے گئے اور عید الفطر ادا کی اور خطبہ میں فرمایا کہ "صاحب مال پر ضروری ہے کہ صدقۂ فطر ادا کرے۔"

## عید کی سنتیں:

عید کے دن تیرہ ۱۳ چیزیں سنت ہیں: (۱) شرع کے موافق اپنی اپنی آرائش کرنا (۲) غسل کرنا (۳) مسواک کرنا (۴) حسب طاقت عمدہ کپڑے پہننا (۵) خوشبو لگانا (۶) صبح کو بہت جلد اٹھنا (۷) عیدگاہ میں بہت جلد جانا (۸) عید الفطر میں صبح صادق کے بعد عیدگاہ میں چلے جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا اور عید الاضحیٰ میں نماز عید کے بعد اپنی قربانی کے گوشت میں سے کھانا مستحب ہے۔ (۹) عید الفطر میں عیدگاہ جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا (۱۰) عید کی نماز عیدگاہ میں پڑھنا بغیر عذر شہر کی مسجد میں نہ پڑھنا (۱۱) ایک راستہ سے عیدگاہ میں جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا (۱۲) عیدگاہ جاتے ہوئے راستہ میں **اللّٰہ اکبر ، اللّٰہ اکبر ، لا الٰہ الا اللّٰہ و اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر و للّٰہ الحمد** عید الفطر میں آہستہ آہستہ کہتے ہوئے جانا اور عید الاضحیٰ میں بلند آواز سے کہنا (۱۳) سواری کے بغیر پیدل عیدگاہ میں جانا (نور الایضاح)

فائدہ : مستحب یہ ہے کہ وہ میٹھی چیز چھوارے ہوں اور ان کا عدد طاق ہو۔

فائدہ : عام طور پر عید الفطر کی صبح کو بھی سحری کے وقت صبح صادق کے بعد کھائے۔ (مراقی الفلاح)

**فائدہ :** نماز عید الاضحیٰ سے پہلے نہ کھانا سب کے لئے مستحب ہے۔خواہ قربانی کرے یا نہ کرے اور اگر نماز سے پہلے کھالیا تو بھی کچھ گناہ نہیں (درمختار)

**تنبیہ :** اس کو روزہ سمجھنا غلط ہے۔جیسا کہ اکثر عوام میں مشہور ہو گیا ہے۔

## عیدین کی نماز کے احکام:

(۱) عیدین کی نماز کا وقت بقدر ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے کے بعد (جس کا اندازہ پندرہ بیس منٹ ہے) اشراق کی نماز کے وقت کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے اور زوال یعنی سورج کے ڈھلنے تک رہتا ہے۔ (درمختار) مگر عید الفطر کی نماز کو دیر کر کے پڑھنا تا کہ نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کیا جا سکے اور عید الاضحیٰ کو جلدی پڑھنا تا کہ نماز کے بعد قربانی جلدی ہو سکے مستحب ہے۔(شامی)

(۲) نماز عید سے پہلے اس روز کوئی نفلی نماز پڑھنا عید گاہ میں بھی اور دوسری جگہ بھی مکروہ ہے اور نماز عید کے بعد صرف عید گاہ میں نفل پڑھنا مکروہ ہے۔نماز عید کے بعد دوسری جگہ نماز نفل پڑھی جا سکتی ہے۔ ہر حکم عورتوں اور ان لوگوں کے لئے بھی ہے جو کسی وجہ سے نماز عید نہ پڑھ سکیں۔(شامی)

(۳) شہر کی مسجد میں اگر گنجائش ہو تب بھی باہر عید گاہ میں نماز عید ادا کرنا افضل ہے اور ایک شہر کے کئی مقامات پر بھی نماز عید کا پڑھنا جائز ہے۔(درمختار)

(۴) نماز عید سے پہلے نہ اذان کہی جاتی ہے نہ اقامت و تکبیر۔(درمختار)

## (۵) نماز کا طریقہ:

پہلے اس طرح نیت کرے کہ میں دو رکعت واجب نماز عید چھ (۶) واجب تکبیروں کے ساتھ پڑھتا ہوں اور مقتدی امام کی اقتداء کی بھی نیت کرے۔نیت کے بعد تکبیر تحریمہ **اللّٰہ اکبر** کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا کر ناف کے نیچے باندھ لے اور **سبحانک اللّٰھم** آخر تک پڑھ کر تین مرتبہ **اللّٰہ اکبر** کہے اور ہر مرتبہ تکبیر تحریمہ کی طرح دونوں ہاتھوں کی کانوں تک اٹھائے اور دو تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دے اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لے اور ہر تکبیر کے بعد اتنی دیر توقف کیا جائے کہ تین مرتبہ **سبحان اللّٰہ** کہا جا سکے۔ہاتھ باندھنے کے بعد امام **اعوذ باللّٰہ ، بسم اللّٰہ** پڑھ کر سورۂ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھے۔پھر رکوع کرے اور سجدہ کرے، دوسری رکعت میں پہلے قراءت کرے اور اس کے بعد رکوع سے پہلے تین مرتبہ پہلی رکعت کی طرح تکبیریں کہی جائیں اور تیسری تکبیر کے بعد بھی ہاتھ نہ باندھے جائیں۔ پھر ہاتھ اٹھائے اور پھر چوتھی تکبیر کہہ کر رکوع کیا جائے۔مقتدی بھی امام کے ساتھ ہاتھ اٹھا اٹھا کر تکبیر کہے اور باقی نماز دوسری نمازوں کی طرح پوری کی جائے۔(مراقی الفلاح)

(۶) عید الاضحیٰ (بقرعید) کی نماز کے بعد بھی تکبیر تشریق کہنا بعض کے نزدیک واجب ہے اس لئے عید

الاضحیٰ کی نماز کے بعد بھی یہ تکبیر کہی جائے۔(درمختار)

(۷) چونکہ عموماً ہر نماز کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے اس لئے نماز عید کے بعد تو دعا مانگنا مسنون ہوگا مگر خطبہ کے بعد مسنون نہ ہوگا۔(امدادالفتاویٰ)

(۸) امام نماز کے بعد دو خطبے پڑھے۔ خطبہ کو تکبیر سے شروع کرے پہلے خطبہ میں نو مرتبہ تکبیر کہے اور دوسرے خطبہ میں سات مرتبہ اور دونوں خطبوں کے درمیان میں خطبہ جمعہ کی طرح اتنی دیر تک بیٹھے جس میں تین مرتبہ **سبحان اللّٰہ** کہا جا سکے۔ عیدالفطر کے خطبہ میں صدقہ فطر کے احکام اور عیدالاضحیٰ کے خطبہ میں قربانی اور تکبیر تشریق کے احکام بیان کئے جائیں۔ بہتر یہ ہے کہ جو شخص نماز پڑھائے خطبہ بھی وہی پڑھے (درمختار)

(۹) اگر امام عید کی تکبیر کہنا بھول جائے اور رکوع میں اس کو خیال آئے تو اس کو چاہئے کہ وہ بغیر ہاتھ اٹھائے حالت رکوع میں ہی تکبیریں کہہ لے۔ قیام کی طرف نہ لوٹے۔ اگر قیام کی طرف لوٹ آیا تب بھی نماز ہو جائے گی۔ فاسد نہ ہوگی اور ہر حال میں بوجہ کثرت اژدحام کے سجدۂ سہو نہ کرے (درمختار و شامی)

(۱۰) اگر کوئی شخص عید کی نماز میں ایسے وقت شریک ہوا کہ امام عید کی تکبیروں سے فارغ ہو گیا ہو تو اب اگر قیام میں شریک ہوا ہے تو نیت باندھنے کے فوراً بعد تکبیریں کہہ لے اگرچہ امام قرأت شروع کر چکا ہو۔ اگر رکوع میں شریک ہوا تو اگر گمان غالب ہو کہ تکبیریں کہنے کے بعد امام کا رکوع مل جائے گا تو نیت باندھ کر پہلے تکبیریں کہہ لے اس کے بعد رکوع میں جائے اور حالت رکوع ہی میں بجائے تسبیح کے تکبیریں کہہ لے مگر اس حالت میں تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ نہ اٹھائے اور اگر تین مرتبہ تکبیریں کہنے سے پہلے ہی امام رکوع سے سر اٹھائے تو یہ مقتدی بھی کھڑا ہو جائے اور جس قدر تکبیریں رہ گئی ہوں وہ اس سے معاف ہیں۔(درمختار و شامی)

(۱۱) اگر کسی شخص کے عید کی ایک رکعت رہ گئی ہو تو امام کے سلام کے بعد جب وہ اس کو ادا کرنے لگے تو پہلے قرأۃ کرے۔ اس کے بعد یہ تکبیریں کہے۔ اگر دونوں رکعتیں رہ گئی ہوں یعنی دوسری رکعت کے رکوع کے بعد کوئی شخص شریک ہوا تو امام کے سلام کے بعد وہ اسی طرح عید کی نماز ادا کرے جس طرح امام نے ادا کی ہے یعنی پہلی رکعت میں **سبحانک اللّٰھم** کے بعد قرأت سے پہلے تکبیریں کہے اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد کہے۔(درمختار)

(۱۲) اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملی ہو یعنی امام کے سلام کے بعد آیا ہے تو وہ شخص تنہا نماز عید نہیں پڑھ سکتا۔ بلکہ جو شخص نماز عید میں شریک ہو گیا ہو اور پھر کسی وجہ سے اس کی نماز فاسد ہو گئی ہو اس پر بھی اس کی قضا واجب نہیں۔ ہاں اگر اس کے ساتھ کچھ اور آدمی بھی شریک ہو جائیں تو پھر پڑھنا واجب ہے۔(درمختار)

(۱۳) اگر کسی عذر سے پہلے دن نماز عید نہ پڑھی جا سکی ہو تو عیدالفطر کی نماز دوسرے دن کے زوال تک اور عیدالاضحیٰ کی بارہویں تاریخ کے زوال تک پڑھی جا سکتی ہے۔

(۱۴) عیدالاضحیٰ میں بغیر عذر بھی بارہویں تاریخ تک تاخیر کرنے سے نماز ہو جاتی ہے (درمختار) مگر مکروہ ہوتی ہے اور عیدالفطر میں عذر کے بغیر تاخیر کرنے سے بالکل نماز ہوتی ہی نہیں۔

# فریضہ زکوٰۃ سے لاپرواہی کیوں............؟

تحریر مولانا حفظ الرحمٰن اعوان صاحب (ڈی آئی خان)

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب ؒ اپنی ''آپ بیتی'' میں لکھتے ہیں کہ: ''ضلع سہارن پور میں بٹ کے انگریزوں کی کچھ کوٹھیاں تھیں اس کے قرب وجوار میں بہت سی کوٹھیاں کاروباری تھیں، جن میں انگریزوں کے کاروبار ہوتے تھے، اوران کے مسلمان ملازم کام کیا کرتے تھے، اور کوٹھیوں کے مالک انگریز دہلی اور کلکتہ جیسے بڑے شہروں میں رہتے تھے، کبھی کبھار معائنہ کے طور پر آکر اپنے کاروبار کو دیکھ جاتے تھے، ایک دفعہ اس جگہ آگ لگی اور قریب قریب ساری کوٹھیاں جل گئیں، ایک کوٹھی کا ملازم اپنے انگریز آقا کے پاس دہلی بھاگتا ہوا آیا اور واقعہ سنایا کہ حضور! آپ کی کوٹھیاں جل گئیں، آپ کی بھی جل گئی، وہ انگریز کچھ لکھ رہا تھا، نہایت اطمینان سے لکھتا رہا، اس نے توجہ نہیں کی، ملازم نے دوبارہ زور سے کہا: حضور سب جل گیا، اس انگریز نے بڑی بے پرواہی سے جواب دیا، کہ میری کوٹھی نہیں جلی، اور بے فکر لکھتا رہا، ملازم نے جب تیسری دفعہ کہا تو انگریز نے کہا: میں مسلمانوں کے طریقہ پر زکوٰۃ ادا کرتا ہوں اس لئے میرے مال کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا، ملازم تو جواب دہی کے خوف کے مارے بھاگتا ہوا گیا تھا، کہ صاحب کہیں گے ہمیں خبر نہیں کی، انگریز کی اس لاپرواہی سے جواب سن کر وہ واپس آگیا، آکر دیکھا تو واقعی سب کوٹھیاں جل چکی تھیں مگر اس انگریز کی کوٹھی باقی تھی، یہ ہے زکوٰۃ کی برکت''۔

انگریز کو غیر مسلم ہونے کے باوجود اسلامی حکم زکوٰۃ پر اتنا یقین تھا کہ میری کوٹھی کو نقصان نہیں پہنچ سکتا، اور واقعی نقصان بھی نہیں پہنچا، لیکن وہ مسلمان جو اسلام کو اپنا مذہب سمجھنے کا دعوے دار ہے، اسے زکوٰۃ پر یقین کیا! وہ زکوٰۃ ادا بھی نہیں کرتا، زکوٰۃ کے فریضہ کو ایک معمولی چیز سمجھتا ہے، اللہ تعالیٰ کے اس فریضے کا عملی طور پر باغی ہے، یہی وجہ ہے کہ آج ہماری فصلیں تباہ ہوجاتی ہیں، ہمارے مال میں برکت نہیں ہوتی، ہر کوئی بے برکتی کا رونا رورہا ہے لیکن یہ نہیں سوچتا کہ میں کتنے عظیم فریضے کو چھوڑ چکا ہوں، جیسے نماز فرض ہے اسی طرح زکوٰۃ بھی فرض ہے۔ جہیز جو کہ ایک غیر ضروری کام ہے، جس نے جوان بیٹیوں کے سر ماں باپ کے دروازے پر سفید کردیئے ہیں، ماں باپ اپنی بیٹیوں کی جوانی کے قاتل بن چکے ہیں، اس جہیز میں سونے کا پرزور مطالبہ کیا جاتا ہے کہ میری بیٹی کو اتنے تولہ سونا پہناؤ اور کچھ ناواقف لوگ کہتے ہیں کہ میں اپنی بیٹی سونے میں تول کر دوں گا۔ معاذ اللہ۔ لیکن سوال یہ ہے کہ بیٹی کو یہ مسئلہ بھی سمجھایا جاتا ہے کہ اس سونے کی زکوٰۃ بھی فرض ہے جو تجھے ادا کرنی پڑے گی، قرآن پاک ''سورۃ التوبہ'' میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''جو لوگ سونا چاندی کا خزانہ

رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی خبر پہنچا دیجئے، جس دن اس خزانے کو آگ میں تپایا جائے گا، اس سے ان کی پیشانیاں، پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی، ان سے کہا جائے گا یہ ہے وہ چیز جسے تم نے اپنا خزانہ بنا رکھا تھا پس اپنے خزانے کا مزہ چکھو"۔

مسلمان کو اس وعید سے ڈرنا چاہئے، یہ وعیدیں ہمارے لئے نہیں تو اور کس کے لئے ہیں؟ روز بروز مہنگائی میں اضافہ ہو رہا ہے، ہر کوئی حکومت سے مہنگائی کنٹرول کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ: ریٹ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہوتے ہیں۔ یعنی جب ہم زکوٰۃ صحیح طریقے سے ادا کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مالی فراوانی آئے گی، رحمتوں کا نزول ہوگا، پیداوار میں اضافہ ہوگا تو مہنگائی یقیناً ختم ہو جائے گی، مہنگائی ختم کرنے کا واحد طریقہ زکوٰۃ ادا کرنا ہے، جسے ہم نے معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دیا ہے۔ اور ہمارا دوسرا بڑا مسئلہ غربت ہے، اس کو کنٹرول کرنے واحد طریقہ بھی زکوٰۃ ہے، جب ہم صحیح طریقے سے زکوٰۃ ادا کریں گے، تو غریبوں کی بہت سے ضروریات پوری ہوں گی تو پھر غریب آپ کو کہیں بھی بھیک مانگتے نظر نہیں آئیں گے، پورے ملک کی معاشی حالت سدھر جائے گی۔

قرآن حکیم کے پیش کردہ اس نظام مالیات و معاشیات پر عمل پیرا ہونے کی ایک جھلک خلافت راشدہ رضی اللہ عنہم کے دور میں اس طرح دکھائی دیتی ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک شخص دس ہزار اشرفیاں لے کر مدینہ منورہ کی گلی کوچوں میں چکر لگاتا ہے، گھر گھر اور در در جا کر دستک دیتا ہے، کہ کوئی ضرورت منداس رقم کو قبول کر لے مگر ہر جگہ سے یہی جواب ملتا ہے"انا غنی لا حاجة لی" میں تو مالدار ہوں مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ وہ شخص مجبور ہو کر خلیفہ وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مکمل داستان سناتے ہوئے رقم بیت المال میں جمع کرادی۔

اگر ہم اسلامی اصولوں کے مطابق زکوٰۃ وعشر کی پابندی کریں گے تو یہی صورت حال آج بھی پیدا ہو سکتی ہے، لیکن آج کے مسلمان کو سود سے بہت دل چسپی ہے جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنا کہا گیا ہے، بینکوں اور ڈاک خانوں میں منافع کے نام پر سودی لین دین جاری ہے، سود کا نام منافع رکھ دیا گیا ہے، اگر خنزیر کا نام بکری رکھ دیا جائے تو کیا وہ حلال ہو جائے گا؟ جس کام کو اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے اس سے لاپرواہی، اور جس کو حرام قرار دیا ہے اس میں دل چسپی، واہ رے اے مسلمان؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد کیسے آئے، مسلمان کی حالت کیسے سدھرے، ہم نے خود اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی مدد اور رحمت کے دروازے بند کئے ہوئے ہیں، اس لئے ہر قسم کی تکالیف کا شکار ہیں، اگر ہم زکوٰۃ ادا کرنے والے بن جائیں تو ہم معاشی مشکلات سے نکل سکتے ہیں۔ حکمرانوں سے بھی گزارش ہے کہ وہ نظام زکوٰۃ قائم کریں، زکوٰۃ ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ ہمارے اموال کو زمینی و آسمانی آفات سے محفوظ فرمائے گا، جو کہ غیر مسلم جو دولت ایمان سے محروم ہے اگر وہ اسلامی طریقے کے مطابق زکوٰۃ ادا کرتا ہے اس کا مال محفوظ ہو جاتا ہے، اور جب مسلمان اس کو فریضہ سمجھتے ہوئے رب کائنات کی خوشنودی کی خاطر ادا کرے گا تو اس پر دنیا و آخرت کے انعامات کی بارش کیسے نہ ہوگی؟ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو، آمین۔

ص ۴۷ پر اشتہار دارالاشاعت

ص۴۸ پر ہمدرد اشتہار

# یوم آزادی پاکستان......تقاضا اور حکمت عملی

تحریر محترم ابوطلحہ عثمان صاحب (جھنگ)

برصغیر ہندوستان کا نام ہی مسلم ہند ہوگیا تھا کہ یہاں صدیوں سے مسلم حکمران حکومت کرتے آرہے تھے پھر اپنوں (یعنی قوم مسلم کے غداروں) کی غداری سے یہاں یورپی بدرنگ حاکم بن گئے۔ مسلم قوم میں ترک ناداں، کمال پاشا وغیرہ نے اور لارنس آف عربیا کے ذریعے خلافت کی قبا چاک کر دی گئی۔ لیکن نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ ہند اور مجاہدین خراسان کی خوشخبری دے رکھی ہے وہ سارا علاقہ پاکستان اور افغانستان کا ہے، ایسٹ انڈیا کمپنی کے قبضہ کے بعد ہندی مسلمانوں میں آزادی کے لئے ایک لہر پیدا ہوئی جماعت المجاہدین کے نام سے اس میں ہر نظریہ کے مسلمان شامل تھے تحریک احیائے خلافت بھی یہیں سے اٹھی، تحریک مدرسہ دیوبند بھی اسی غرض سے پیدا ہوئی۔ چوہدری رحمت علی، علامہ محمد اقبال اور بانی پاکستان محمد علی جناح ایسے وقت میں سامنے آئے کہ مسلمان مکمل غلامی میں جکڑے جا چکے تھے اور سرسید احمد خان وغیرہ انگریزی حکومت کی تحریری وتقریری خدمات میں مگن تھے۔ انگریزی نبی غلام احمد قادیانی نے جہاد حرام ہونے کا اعلان کر دیا تھا۔۔۔

بدرنگ حکمران کا ظلم اتنا بڑھا کہ دہلی سے پشاور تک جی ٹی روڈ پر موجود ہر درخت پر کسی نہ کسی عالم دین کی لاش لٹکتی نظر آ رہی تھی۔ ۱۹۳۸ء سے پہلے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ نے پاکستان (یعنی الگ اسلامی ریاست) کی پیشین گوئی کر دی تھی۔ پھر علامہ اقبال ؒ کے نغمے گونج رہے تھے کہ

ع لڑادے ممولے کو شہباز سے

تحریک نے زور پکڑا، بانی پاکستان نے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی، مولانا تھانوی ؒ نے اپنے بھتیجے مولانا شبیر علی اور بھانجے علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ کو بار بار بانی پاکستان کے پاس رہنمائی اور مشاورت کے لئے بھیجنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ برعظیم ہند کے دشت وجبل ان نعروں سے گونج اٹھے۔

بٹ کے رہے گا ہندوستان　　　بن کے رہے گا پاکستان

پاکستان کا معنی کیا؟　　لا الٰہ الا اللّٰہ

بالآخر مشیت الٰہی سے پاکستان بن گیا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری، سید مودودی اور سید حسین احمد مدنی (اور ان کی جماعتیں) جو مسلم ہند کی بحالی کے داعی تھے۔ اب انہوں نے کہہ دیا کہ پاکستان مسجد کی طرح مقدس ہے۔ بنائے مسجد سے پہلے اختلاف ہو جایا کرتا ہے مگر مسجد بن جانے کے بعد وہ بلا اختلاف مسجد ہوتی ہے،

اب ہر طرح سے ہم اس مسلم ریاست کو پھلتا پھولتا دیکھنا چاہتے ہیں، ایک موقع پر بانی پاکستان نے اپنے سیاسی ساتھیوں کو کھوٹے سکے قرار دیا تھا۔ حقیقت یہی ہے کہ آج تک انہی کھوٹے سکوں کی حکومت بنتی بگڑتی چلی آ رہی ہے۔ کاش بانی پاکستان اور ان کے دست راست علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ جلد وفات نہ پا جاتے اور ان کی وفات سے پہلے وطن عزیز کو پانچ دس مخلص قائد مل جاتے۔ کم وبیش ایک درجن کھرے سکے ملک کی کشتی کو سیاسی جان لیوا گھن چکروں سے نکال لیتے۔

اللہ خالق کائنات نے اپنے ازلی ابدی کلام مجید میں امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو واضح ہدایات دی ہیں۔ دشمن کے مقابل **اعدوا لهم مااستطعتم** ۔۔۔دشمن کے خلاف (ہمیشہ) بھرپور تیاری رکھو۔ اللہ نے دشمن کی نشاندہی بھی بیسیوں مقامات پر فرمائی ہے۔ مثلاً ایک جگہ حتمی اور فیصلہ کن ہدایت دی ہے کہ **لن ترضى عنك اليهود و لا النصارى حتى تتبع ملتهم**

''یہودی اور نصرانی ہرگز ہرگز تم سے راضی نہ ہوں گے یہاں تک کہ تم ان کی ملت کے پیروکار ہو جاؤ۔ ان کی Do More مانتے رہو۔''

بدنصیبی یہ ہے، کہ پاکستان کے حکمران ہمیشہ یہود ونصاریٰ، امریکہ و یورپ کو راضی کرنے میں کوشاں رہے ہیں مگر وہ راضی نہیں ہو رہے۔ اللہ نے تو فرمایا ہے وہ راضی ہوں گے ہی نہیں مگر ہمارے حکمران کہتے ہیں ان کی یہ بات مان لیتے ہیں وہ راضی ہو جائیں گے''۔ اس کے بعد دوسرا حکم آتا ہے حکمران کہتے ہیں ''یہ ہم مان لیتے ہیں وہ راضی ہو جائیں گے''۔ مگر وہ اگلا مطالبہ داغ دیتے ہیں اور دوزخ کے باسیوں کی **هل من مزيد** ختم ہونا ممکن نہیں۔ خالق کل نے یہود ونصاریٰ کی فطرت کا اعلان کر دیا ہے اور اسلام اور اہل اسلام سے ان کی ازلی ابدی عداوت اظہر من الشمس کر دی ہے۔۔۔ اب دیکھیں گزشتہ سال جولائی ۲۰۱۴ء کے مہینے میں کئی خبریں آئی ہیں۔

''ہیلری کلنٹن سابق امریکی وزیر خارجہ نے اپنی یادداشتوں میں لکھا ہے، اور کوئی بات چھپا کر نہیں رکھی ''امریکی مفادات میں افغانستان کبھی رکاوٹ نہیں رہا۔ اصل رکاوٹ پاکستان ہے، جب تک پاکستان کو ٹھکانے نہیں لگایا جاتا امریکی مفادات خطرے میں رہیں گے۔

'' کارلوٹا گال کہتے ہیں ''افغانستان نہیں پاکستان حقیقی دشمن ہے'' (بحوالہ ضرب مومن ۱۴/ ۷/ ۲۵)

وزیرستان آپریشن ٹھیک ہے مگر دہشت گردوں کے ٹھکانے اب بھی ہیں'' (جنرل کیمبل ایساف کمانڈ)

شمالی وزیرستان آپریشن کا فیصلہ تین سال پہلے ہو گیا تھا تاخیر سے نقصان ہوا۔۔ (اطہر عباس نائب ترجمان پاکستانی فوج ۱۴/ ۷/ ۰۴)

اس سب کے بعد بھی کیا ہمارے حکمران دشمنوں کو دوست سمجھتے رہیں گے؟ کیا یوم آزادی کا یہی تقاضا ہے؟ کیا اللہ اور رسول سے وفاداری کا یہی تقاضا ہے؟ سوچو، **هل من مدّكر** ؟

# رمضان،شوال اور ذی الحجہ کے چاند

پروفیسر محمد حمزہ نعیم صاحب (جھنگ)

۱۹ جون ۲۰۱۵ء بروز جمعۃ المبارک پاکستان میں پہلا روزہ متوقع ہے، ۱۶ جون منگل کی شام ۷ بجکر ۵ منٹ پر نیا چاند پیدا ہوگا، علمی اصطلاح میں جب چاند اور سورج ایک ہی درجہ فلک پر مقارن ہوتے ہیں، پھر اگلے لحہ چاند آگے بڑھ جاتا ہے، اسی کو نیومون کہا جاتا ہے، مگر یہ نیومون یا علمی نیا چاند ظاہری آنکھ سے ہرگز نظر نہیں آتا، نظر آنے کے لیے مذکورہ لحہ قران سے ۲۰ گھنٹے گزرنا ضروری ہے، لیکن یہ ضروری نہیں کہ ۲۰ گھنٹے بعد ہلال نظر آہی جائے اس کے لیے دوسری شرائط کا پورا ہونا بھی ضروری ہوتا ہے اگر یہ دوسری شرط بھی پوری نہ ہوسکیں تو یہ وقفہ ۵۰ گھنٹوں سے ۵۵ گھنٹوں تک بھی چلا جاتا ہے، مذکور دیگر شرائط میں ایک اہم شرط یہ ہے کہ سورج غروب ہونے کے بعد چاند ۴۵ تا ۵۰ منٹ افق مغرب پر کھڑا رہے۔ ۴۰، ۴۱ منٹ وقفے والا چاند عام طور پر نظر نہیں آیا کرتا، ایک شرط یہ ہے کہ سورج اور چاند کا زاویائی فاصلہ تقریباً ۱۰ درجہ ہو اور ایک شرط یہ بھی ہے کہ چاند سطح سمندر سے تقریباً ۸ درجہ بلند ہو، بہرحال پہلی دو باتیں یعنی چاند کی عمر کا کم از کم ۲۰ گھنٹے ہونا اور فرق غروب شمس وغروب قمر یعنی چاند کا سورج سے ۵۰ منٹ بعد غروب ہونا عام پڑھے لکھے قارئین آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔

ایک اہم بات یہ ہے کہ دائرہ افلاک میں مغلوب چاند کا روٹ (عالمی قمری خط تاریخ) کیا ہے اور یہ اکیلی شرط تمام دیگر شرطوں سے بے نیاز کر دیتی ہے یعنی اگر چاند قران شمس وقمر والی راتوں میں پاکستان سے گزرا ہی نہیں تو وہ نظر کیسے آئے گا؟ خیال رہے کہ سورج گرہن بھی اجتماع شمس وقمر کی ایک صورت ہے لہٰذا گرہن والے دن چاند بصورت ہلال نظر آنا ممکن نہیں ہوتا۔

اب کی بار ۱۶ جون ۲۰۱۵ء کی شام نیومون پیدا ہوگا، اور غروب شمس سے ۱۵ منٹ پہلے افق سے نیچے چلا جائے گا، ۱۷ جون کی شام چاند کی عمر تو ۲۴ گھنٹہ ہوگی مگر دوسری بڑی شرط وہ پوری نہیں کرے گا یعنی ۵۰ منٹ غروب شمس کے بعد افق پر کھڑا نہیں رہے گا بلکہ ۳۹ منٹ بعد (کراچی میں) غروب ہوجائے گا، جھنگ ،لاہور، چارسدہ سمیت تمام شمالی علاقوں میں فرق غروبین مزید کم ہوگا لہٰذا پاکستان بھر میں اس شام چاند نظر نہ آئے گا، کراچی میں بی گریڈ میں رؤیت کا امکان تو ہے لیکن سابقہ سالہا سال کا تجربہ شاہد ہے کہ بی گریڈ ہلال نظر نہیں آیا کرتا۔

۱۸ جون ۲۰۱۵ء کی شام چاند کی عمر زائد از ۴۸ گھنٹہ ہوگی اور فرق غروب شمس وقمر ۷۸ منٹ ہوگا یعنی سورج غروب ہونے کے بعد تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ چاند بصورت ہلال افق مغرب پر موجود رہے گا، نماز مغرب سے عین

پہلے اور بعد عینی رؤیت کا واضح امکان ہے۔

اب آیئے! ہلال عید کو ڈھونڈتے ہیں ۱۶ جولائی کی صبح ۶ بج کر ۲۴ منٹ پر اجتماع شمس وقمر ہے، شام کو چاند کی عمر تقریباً ۱۳ گھنٹہ ہوگی، غروب شمس کے صرف ۷ منٹ بعد چاند بھی غروب ہوجائے گا، نظر آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، ۱۷ جولائی کی شام چاند کی عمر ۳۷ گھنٹہ اور بعد غروب شمس افق پر اس کا قیام (کراچی میں) پورے ۵۰ منٹ ہے، لہٰذا چاند واضح طور پر نظر آنے کا امکان ہے۔ جمعہ سے جمعہ ۲۹ روزے ہوئے۔

ہفتہ ۱۸ جولائی ۲۰۱۵ء عیدالفطر کا دن ہوگا، اسی طرح ۱۳ ستمبر ۲۰۱۵ء اتوار کی دوپہر پونے بارہ بجے علمی چاند پیدا ہوگا، اسی دن شام کو سورج غروب ہونے کے صرف ۳ منٹ بعد چاند بھی غروب ہوجائے گا، پوری دنیا، ربع مسکوں میں ہلال ذی الحجہ کی عینی رویت ناممکن ہوگی، ۱۴ ستمبر ۲۰۱۵ء کی شام نیومون کی عمر ۳۱ گھنٹہ ہوگی اور ہلال رمضان کی طرح یہاں بھی فرق غروبین ۳۹ منٹ ہوگا، لہٰذا ہلال کی رؤیت محال ہوگی، اس کے بعد اگلے دن ۱۵ ستمبر کی شام چاند کی عمر ۵۵ گھنٹہ ہوگی اور اس کا قیام افق پر ۲۷ منٹ ہوگا لہٰذا چاند واضح اور ہر جگہ نظر آئے گا۔

یہ سب عینی رؤیت یعنی سر کی آنکھ سے دیکھنے کی بات ہوئی ہے، علماء اسلام نے آٹھ دس احادیث رسول ﷺ سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ عینی رویت ہی مطلوب ہے، اسلامی عبادات ومعاملات کا تعلق جس چاند سے ہے وہ عینی رویت والا ہے، علمی رویت یعنی نیومون سے عبادات ومعاملات کا کوئی تعلق نہیں، ہمارا غالب گمان ہے کہ سعودی عرب میں ام القریٰ تقویم میں لکھی ہوئی تاریخوں کے مطابق لوگ شہادت پیش کرکے شاید حکومت سے انعام حاصل کرنے میں مقابلہ کرتے ہیں یا کوئی دوسری گہری سازش کے تحت عینی رویت کی مذکورہ بالا آٹھ دس احادیث رسول ﷺ کو نظر انداز کردیا جاتا ہے۔ اعلان ہوجاتا ہے کہ **ثبت الھلال** ہلال ثابت ہوگیا، اس بار پاکستان میں ذی الحجہ کا چاند ۱۴ ستمبر کی شام نہیں نظر آئے گا مگر سعودیہ میں فرق غروبین میں چند منٹ اور شامل ہوکر عینی رویت ممکن ہوجائے گی، لہٰذا حسب سابق ایک دن پہلے کرنے کے لیے ۱۳ ستمبر ۲۰۱۵ء کی شام رؤیت ہلال (ثبت الھلال) کا اعلان کردیے جانے کا امکان ہے، تقویم ام القریٰ میں بھی یہی درج ہے، مگر یہ عینی رویت تو نہ ہوگی، اگر کسی بھی فقہی اختلاف سے نیومون سسٹم یعنی رویت کو علمی چاند سے منسلک کرنے کا ان کے پاس جواز ہے تو کھل کر اس کا اعلان کردیا جانا چاہیے، زبان وقلم سے عینی رؤیت کا اقرار اور عمل سے علمی نیومون کا اہتمام دورنگی ہے، اس سے بچنا ضروری ہے، علماء اسلام اس پر خوب غور فرمائیں اور خادم الحرمین الشریفین تک یک رائے ہوکر آواز پہنچائیں، یقین کریں ہمارا مقصود اللہ کی رضا کے سواء کچھ نہیں، مکہ مدینہ کے مبارک سفر پر جانے والوں سے درخواست ہے کہ وہاں ۱۶ جون، ۱۶ جولائی اور ۱۳ ستمبر ۲۰۱۵ء کی شام رمضان، شوال اور ذی الحجہ ۱۴۳۶ھ کے چاند تلاش کریں، ان تاریخوں میں ان کو چاند نہ ملیں گے، دوسری صورت میں بندہ کو ضرور مطلع فرمائیں، **جزاکم اللہ خیر الجزاء**۔

## جامعہ خیر المدارس کے دارالافتاء سے جاری شدہ استفتاء اور اس کا جواب

# خطبۂ عیدین میں لفظ اللہ اکبر کی تعداد

مفتی محمد عبداللہ صاحب (رئیس دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان)

**السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ**

فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ عیدین کے خطبہ اول کے شروع میں نو بار تکبیر پڑھنا اور خطبہ ثانیہ کے شروع میں سات بار اور خطبہ ثانیہ کے اخیر میں چودہ بار تکبیر پڑھنا مستحب ہے سوال یہ ہے کہ اس تکبیر سے کیا مراد ہے؟ صرف لفظ "اللہ اکبر" جیسا کہ امداد الاحکام، فتاوی رحیمیہ اور احسن الفتاوی میں اس سے صرف لفظ "اللّٰہ اکبر" ہی مراد لیا گیا ہے۔ ذیل میں تینوں فتاوی کی عبارات بالترتیب نقل کی جاتی ہیں۔

امداد الاحکام کی عبارت ملاحظہ ہو۔

"خطبہ عیدین میں امام کو پہلے خطبہ میں کھڑے ہوتے ہی اول نو دفعہ تکبیر "اللّٰہ اکبر"، "اللہ اکبر" کہہ کر خطبہ شروع کرنا چاہئے اور دوسرے خطبہ میں اول سات تکبیریں کہہ کر خطبہ شروع کرنا چاہئے، یہ سنت ہے اکثر لوگ اس سنت پر عمل نہیں کرتے، اس کو زندہ کرنا چاہئے"۔ (امداد الاحکام، ۱/۷۵۳)

فتاوی رحیمیہ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

"خطبہ اولیٰ کے شروع میں نو بار تکبیر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر و للّٰہ الحمد) آہستہ آواز سے پڑھنا مستحب"۔ آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں مستحب یہ ہے کہ پہلے خطبہ کو نو بار اللّٰہ اکبر پے در پے کہنے کے بعد شروع کرے۔ الخ۔ (فتاوی رحیمیہ ۶/۱۵۵ ط: دارالاشاعت)

احسن الفتاوی کی عبارت ملاحظہ ہو۔

پہلے خطبہ کی ابتداء میں نو بار اور دوسرے خطبہ کی ابتداء میں سات بار اور بالکل آخر میں چودہ بار مسلسل اللّٰہ اکبر کہنا مستحب ہے عام خطیب اس سے غافل ہیں۔ (احسن الفتاویٰ ۱۳۷) یا اس تکبیر سے مراد پوری تکبیر تشریق ہے جیسا کہ فتاوی محمودیہ اور نجم الفتاویٰ میں اسی طرح ہے، ذیل میں دونوں فتاوی کی عبارت نقل کی جاتی ہے۔

فتاوی محمودیہ کی عبارت ملاحظہ ہو "تکبیر سے مراد پوری تشریق ہے خطبہ میں یہ تکبیریں مسلسل کہی جائیں گی"۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۵۱۷ ط: فاروقیہ)

البتہ مستحب و افضل یہ ہے کہ پہلے خطبہ کے شروع میں مسلسل نو مرتبہ اور دوسرے خطبہ کے شروع میں مسلسل سات مرتبہ تکبیریں کہی جائیں نیز تکبیر سے پوری تکبیر تشریق (اللّٰہ اکبر، اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر و للّٰہ الحمد) مراد ہے۔ (نجم الفتاوی، ۲/۴۹۳)

برائے مہربانی دلائل کے ساتھ تعارض کو دور فرمائیں اور قول راجح کی تعیین فرمائیں۔

نیز یہ بھی واضح فرمائیں کہ خطبہ عیدین کے درمیان میں متفرق طور پر جو تکبیرات پڑھی جاتی ہیں وہ یہی مستحب تکبیریں ہیں یا ان تکبیرات کے علاوہ ہیں؟ اگر ان تکبیرات کے علاوہ مراد ہیں پھر یہ اشکال ہوتا ہے کہ ان تمام تکبیرات کے ساتھ خطبہ کا مجموعہ مقدار مسنون یعنی طوال مفصل سے بڑھ جاتا ہے؟ نیز فقہاء کرام نے یہ بھی لکھا ہے کہ عیدین میں جو دوران خطبہ تکبیریں کہی جاتی ہیں ان کی کوئی تعداد متعین نہیں لیکن مناسب یہ ہے کہ تکبیر خطبہ سے زیادہ نہ ہو اور عیدالاضحیٰ کے خطبہ میں عیدالفطر کے خطبہ کی بنسبت تکبیریں زیادہ ہوں۔و فی الشامیة: (۲/۱۷۵)

(**قوله ویستحب الخ) ذکر ذلک فی المعراج عن مجمع النوازل وقال فی الخانیة انه لیس للتکبیر عدد فی ظاهر الروایة لکن ینبغی ان لا یکون اکثر الخطبة التکبیر ویکبر فی الاضحی اکثر من الفطر . اھ**

آپ حضرات کے نزدیک دونوں آراء میں سے جو محقق اور راجح ہو دلائل کے ساتھ نشاندہی فرمائیں۔**بینوا توجروا**. نیز فتاوی میں دونوں قسم کی آراء ملتی ہیں دونوں آراء نقل کی جاتی ہیں۔

برائے مہربانی آپ حضرات کے نزدیک جو قول راجح ہو دلائل کے ساتھ واضح اور متعین فرمائیں۔

رائے اول: یہ تکبیرات آہستہ آواز سے پڑھنی چاہیں۔

چنانچہ فتاوی رحیمیہ میں مفتی عبدالرحیم لاجپوری ؒ تحریر فرماتے ہیں:۔

خطبہ اولیٰ کے شروع میں نوبار **اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد )** آہستہ آواز سے پڑھنا مستحب ہے اسی طرح خطبہ ثانیہ میں سات مرتبہ اور خطبہ ثانیہ کے آخر میں چودہ بار آہستہ آہستہ تکبیر کہنا مستحسن ہے۔**یبتدا بالتکبیر** ۔الخ (فتاوی رحیمیہ ۶/۱۵۵ط:دارالاشاعت)

رائے ثانی: یہ تکبیر بالجہر پڑھی جائیں۔

فتاوی دارالعلوم دیوبند میں ہے:۔

خطبہ کو شروع کرنے سے پہلے نوبار تکبیر بالجہر متواتر پڑھے اور دوسرے خطبہ کے اول سات دفعہ تکبیر بالجہر کہے درمختار میں الخ۔(فتاوی دارالعلوم دیوبند۵/۱۴۲)(:دارالاشاعت)

آپ حضرات کے نزدیک دونوں آراء میں سے جو محقق اور راجح ہو، دلائل کے ساتھ نشاندہی فرمائیں۔**بینوا توجروا** المستفتی: محمد عمران عثمان

ال ج

بندہ کی ناقص رائے میں خطبۂ عیدین کے شروع اور درمیان میں تکبیرات ثابت ہیں، شروع میں تکبیر کا مصداق لفظ''**اللّٰہ اکبر**'' ہے اور درمیانی تکبیرات سے مراد تکبیرات تشریق ہیں۔

ویستحب ان یفتتح الخطبة الاولیٰ بتسع تکبیرات تتریٰ (ای : متتابعات ) والثانیة بسبع هو السنة وان یکبر قبل نزوله من المنبر اربع عشرة" (درمختار،جلد:اصفحہ۵۶۱)

ان تکبیرات سے مراد بظاہر لفظ "اللّٰہ اکبر" کو لگاتار کہنا ہے۔

خطبوں کے دوران تکبیرات کہنے کا ثبوت بھی ہے اور حکم بھی ہے۔ چنانچہ ابن ماجہ میں روایت ہے:

"حدثنا هشام بن عمار حدثنا عبدالرحمٰن بن سعد بن عمار بن سعد المئوذن ، حدثنی ابی عن ابیه عن جده قال کان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یکبر بین اصناف الخطبة، یکثر التکبیر فی خطبة العیدین ."(ابن ماجه ، باب ماجاء فی الخطبة فی العیدین ، صفحه : ۹۲)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور پاک ﷺ خطبوں کے درمیان بھی کثرت سے تکبیرات کہتے تھے۔ ان تکبیرات سے مراد بظاہر تکبیرات تشریق ہیں جیسا کہ آج امت کا معمول ہے۔ اس کی درج ذیل وجوہ ہیں۔

۱۔ شامیہ میں خانیہ کے حوالہ سے ہے کہ ان (درمیان والی) تکبیرات کے لئے کوئی عدد متعین نہیں ہے۔ جبکہ شروع والی تکبیرات کا عدد متعین ہے۔

" قال فی الخانیة انه لیس للتکبیر عدد فی ظاهر الروایة ."(شامیہ،جلد:اصفحہ:۵۶۱)

۲۔ خانیہ ہی کے حوالہ سے شامیہ میں ہے کہ یہ تکبیرات اصل خطبہ سے زائد نہیں ہونی چاہئیں:

"ینبغی ان لا یکون اکثر الخطبة التکبیر ویکبر فی الاضحی اکثر من الفطر" (شامیہ،جلد:ا صفحہ:۵۶۱)

ان تکبیرات کو اصل خطبہ سے زائد نہ بڑھانے کا حکم بھی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ تکبیرات شروع والی تکبیرات کے علاوہ ہیں، کیونکہ صرف لفظ "اللہ اکبر" کو اگر سو مرتبہ بھی کہہ لیا جائے تب بھی اصل خطبہ سے شاید نہ بڑھے، اصل خطبہ سے بڑھنے کا احتمال اور خطرہ تکبیرات تشریق میں ہی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ "کان یکثر التکبیر بین اضعاف الخطبة " سے تکبیرات تشریق مراد ہیں۔

۳۔ "ویکبر فی الاضحی اکثر من الفطر " کا حکم بھی ان تکبیرات تشریق میں ہی جاری ہو سکتا ہے۔ ورنہ شروع والی تکبیرات کا عدد تو متعین ہے۔

"ینبغی ان لا یکون اکثر الخطبة التکبیر ویکبر فی الاضحی اکثر من الفطر". (شامیہ،جلد:ا صفحہ:۵۶۱)

۴۔ مراقی میں ہے:"ویکبر فی خطبة العیدین ولیس لذلک عدد فی ظاهر الروایة "

اس پر علامہ طحطاوی ؒ لکھتے ہیں:"ولیس لذلک ای : لـلتکبیر الواقع فی اثناء الخطبة عدد فلا ینافی قوله بعد ویستحب ان یستفتح " (صفحه: ۲۹۲)

اس عبارت سے واضح طور پر یہ بات ثابت ہوئی کہ اثنائے خطبہ کی تکبیرات اور ہیں اور شروع والی تکبیرات اور ہیں۔

۵۔ علامہ طحطاوی ﷫ درمختار پر اپنے حاشیے میں لکھتے ہیں:

**"قولہ : " ویستحب ان یستفتح " ھذا غیر ظاھر الراویة لما فی الخانیة ولیسو له عدد فی ظاھر الروایة ثم حکی ما فی الضعف ب"قیل"(جلد:۱،صفحہ:۳۵۵)**

علامہ طحطاوی ﷫ کی مذکورہ بالا کلام سے دو باتیں معلوم ہوئیں: ا۔خطبہ کے شروع والی تکبیرات نوادر کی روایت ہے اور فتاویٰ قاضیخاں میں شروع والی تکبیرات کے قول کو "قیل " سے ذکر کیا جو کہ اس کے ضعف کی طرف اشارہ ہے ۔

غالبًا اسی ضعف اور ظاہر الروایہ میں نہ ہونے کی وجہ سے خطبۂ عیدین کے شروع میں سات یا نو مرتبہ لفظ "اللہ اکبر" کہنے کا معمول نہیں۔ جبکہ دوران خطبہ تکبیرات تشریق کہنے کا معمول اس لیے ہے کہ ظاہر الروایہ میں دوران خطبہ تکبیرات کہنے کا حکم ہے اور حضور علیہ السلام بھی دوران خطبہ کثرت سے تکبیرات کہتے تھے جیسا کہ ابن ماجہ کی روایت کے حوالہ سے گزر چکا۔

**سوال:** درمختار وغیرہ میں خطبۂ عیدین کے شروع والی تکبیرات کو سنت قرار دیا گیا ہے؟

**جواب:** حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عیدین کے خطبہ کو لفظ "**اللّٰہ اکبر**" سے شروع کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، حضور علیہ السلام کا معمول ہر خطبہ کو "**الحمدللّٰہ**" سے شروع کرنے کا تھا۔ چنانچہ علامہ ابن القیم ﷫ "زاد المعاد" میں فرماتے ہیں:

**"وکان یفتح الخطبة کلھا بالحمد للّٰہ ولم یحفظ عنه فی حدیث واحد انه کان یفتح خطبی العیدین بالتکبیر"(جلد:۱،صفحہ:۳۵۵)**

جب حضور علیہ السلام سے خطبۂ عیدین کو تکبیر سے شروع کرنا منقول ہی نہیں تو پھر اسے سنت کیسے قرار دے سکتے ہیں۔

ملا علی القاری ﷫ مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں:

**"و منھا انه یستحب عند کثیر من اھل العلم ان یفتح الخطبة بتسع تکبیرات تتری، والثانیة بسبع تکبیرات تتری اخرجه البیھقی وابن ابی شیبة من طریق عبیداللّٰہ بن عبد اللّٰہ بن عتبة قال: السنة ان تفتتح .،. الخ وھو من فقھاء التابعین ، ولیس قول التابعی من السنة ظاھراً فی سنة النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وقال ابن القیم : واما قول کثیر من القھاء ان تفتتح خطبةالا ستسقاء بالاستعفار وخطبة العیدین بالتکبیر فلیس معھم فیھا سنة عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم البتة، والسنة یقتضٰی خلافه، وھو افتتاح جمیع الخطب بالحمد . انتھٰی** (مرقات شرح مشکوٰۃ، جلد:۵،صفحہ:۳۵۵)

البتہ ایک روایت میں حضرت ابوموسیٰ اشعری ♦ کے بارے میں وارد ہے کہ وہ منبر پر عید کے روز تیں چالیس تکبیریں کہتے تھے۔

"وقدروی عن ابی موسیٰ انه کان یکبر یوم العید علی المنبر ثلاثین او اربعین تکبیرة" (شرح الکبیر لا بن قدامه)

لیکن اسی کتاب میں ہی علامہ خطابی ؒ کے حوالہ سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔

وحدیث ابی موسٰی ضعیف قاله الخطابی(شرح الکبیر لابن قدامه)

سوال: مراقی الفلاح میں حضرت عبداللہ بن مسعود ◆ کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے کہ خطبہ عیدین کے شروع میں نو اورسات مرتبہ تکبیرات کہنا سنت ہے: "قال عبد اللّٰہ بن مسعود ◆ ھو السنة" (طحطاوی،صفحہ:۲۹۲)

جب صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سنت کہے تو اس سے مراد سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی ہے۔

جواب: جب یہ بات واضح طور پر آ چکی کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے خطبۂ عیدین کے شروع میں یہ تکبیرات ثابت نہیں (زادالمعاد) تو اس کی روشنی میں کہا جائے گا کہ سنت سے مراد مطلق طریقہ ہے، اصطلاحی سنت "الطریقة المسلوکة فی الدین" مراد نہیں۔اس لیے کہ حضرت عبداللہ بن عباس ◆ بہت سے مقامات میں سنت کا تذکرہ کرتے ہیں، جبکہ وہاں حضور علیہ السلام سے وہ عمل بالکل ثابت نہیں ہوتا، جیسے کہ عید اور جمعہ جب ایک دن میں جمع ہو جائیں تو صرف نماز عید پر اکتفاء کرنے کو بھی انہوں نے سنت قرار دیا ہے۔

"عن عطاء بن ابی رباح قال صلیٰ بنا ابن الزبیر فی یوم عید فی یوم جمعة اول النھار ثم رحنا الیٰ الجمعة فلم یخرج الینا فصلینا وحداناً وکان ابن عباس ؓ بالطائف ، فلما قدم ذکرنا ذلک له فقال اصاب السنة" (ابوداؤد، جلد:۱،صفحہ:۱۶۱)

باقی رہا یہ معاملہ کہ تکبیرات تشریق بار بار پڑھنے سے خطبۂ عید طوال مفصل سے بڑھ جائے گا۔اس سلسلہ میں پہلی گزارش یہ ہے کہ جب حضور پاک ﷺ سے خطبے کے دوران کثرت سے تکبیرات کہنا ثابت ہے(ابن ماجہ) تو پھر خطبہ کا لمبا ہونا مضر نہیں ہونا چاہئے۔

ثانیًا: طوال مفصل کی بقدر خطبہ کا ہونا خطبہ جمعہ کے متعلق ہے، خطبہ عیدین کے بارے میں کسی نے یہ حکم دیا ہو ہماری نظر سے نہیں گزرا۔چنانچہ جمعہ کے خطبہ کی سنتیں بیان کرتے ہوئے صاحب نورالایضاح فرماتے ہیں:

ویسن تخفیف الخطبتین بقدر سورة من طوال المفصل ویکرہ التطویل وترک شیء من السنن" (طحطاوی علی المراقی ، صفحہ:۲۸۱)

الحاصل: تکبیرات تشریق عیدین کے خطبوں میں کثرت سے پڑھی جائیں اور خطبوں کے شروع میں لفظ "اللّٰہ اکبر" نو اور سات مرتبہ پڑھنا چاہیے، تاہم یہ کہنا آہستہ آواز سے ہوتا ہے کہ انتشار نہ ہو۔کمافی فتاوی رحیمیہ۔۔فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۱۱-۵-۱۴۳۶ھ

ص۵۸ پر اشتہار حدیقۃ الخیر

# تقریب ختم قراآت عشرہ

ترتیب ابوعمار فیاض احمد عثمانی

خطاب حضرت مولانا محمد حنیف صاحب جالندھری

**حسب سابق اس سال بھی جامعہ خیرالمدارس ملتان کے شعبہ حفظ وقراءت کے ایک عظیم اور قابل فخر استاذ حضرت مولانا قاری محمد اقبال صاحب رحیمی زیدمجدہم کی درسگاہ سے درجہ قراءت عشرہ سے فارغ ہونے والے ۱۲ طلبہ کے اعزاز میں ۲۹ جمادی الاخری ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۹ اپریل ۲۰۱۵ء بروز جمعرات دن ۱۱ بجے حضرت قاری صاحب کی درسگاہ میں ایک پُروقار تقریب منعقد کی گئی، جس میں جامعہ کے اساتذہ کرام اور ملتان کے معروف ومشہور علماء، قراء اور دیگر حضرات نے بھی شرکت کی، اس موقع پر حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے مختصر خطاب فرمایا اور حضرت مولانا منظور احمد صاحب زیدمجدہم نے دعا کروائی۔**

خطبہ مسنونہ کے بعد:

"قل بفضل اللہ و برحمتہ ..................الخ"

قابل صداحترام حضرات اساتذہ کرام! طلبہ عزیز! معززین مہمانان گرامی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم سب شکرگزار ہیں کہ جامعہ کے شعبہ حفظ وقراآت کے قابل فخر استاذ حضرت قاری محمد اقبال صاحب زیدمجدہم کے کہ جو ہر سال تعلیمی سال کے اختتام کے قریب یہ بابرکت تقریب سعید منعقد کر کے ہمیں اس میں شرکت کا موقع بخشتے ہیں فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

چندروز سے طبعیت ناساز ہے، اللہ پاک مجھے اور تمام بیماروں کو شفاء کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے

حضرت قاری صاحب کے حکم کی تعمیل کی نیت سے یہاں حاضری دی ہے، راستے میں حضرت قاری رحیم بخش صاحب ؒ کی بات یاد آئی کہ کوئی طالب علم بیمار ہوتا تو قاری صاحب ؒ اسے بھی چھٹی نہیں دیتے تھے، فرماتے اگر بیمار رہنا چاہتے ہو تو گھر لے جاؤ اور اگر تندرست ہونا چاہتے ہو تو درس گاہ میں پڑا رہنے دو، ہم نے خود اپنی آنکھوں سے ایسے مناظر دیکھے، یہ رعایت دیتے تھے کہ سو کر پڑا رہے، اور واقعی وہ تندرست ہوجاتا، میں بھی آج اس نسبت کی وجہ سے حاضر ہوا ہوں۔

حضرت تھانوی ؒ ایک مرتبہ بیماری کی حالت میں لیٹے ہوئے تھے، سرہانے دوائی رکھی تھی ایک صاحب نے پوچھا کہ آپ ٹھیک ہیں؟ فرماتے ہیں کہ میں تذبذب میں پڑ گیا کہ ٹھیک ہوں تو پھر لیٹنے اور دوائیوں کا کیا جواب دوں گا؟ اگر بیمار ہوں، اپنے آپ کو تندرست کہوں تو یہ ناشکری ہوجائے گی، اللہ پاک نے دل میں جواب ڈال دیا اور کہا تندرستوں میں بیمار ہوں اور بیماروں میں تندرست ہوں۔ کہ بڑے بیمار کے مقابلہ میں الحمدللہ! ٹھیک ہوں، اور اللہ کی نعمتِ صحت کا شکر ادا کرتا ہوں اور جب اپنے سے بڑے کو تندرست دیکھتا ہوں تو صبر کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے صبر وشکر میں یہ زندگی گزارتا ہوں (سبحان اللہ)

ایک بزرگ بیمار تھے، فون پر طبیعت کا پوچھا تو فرماتے تقریباً ٹھیک ہوں، اس تقریب میں سعادت کے طور پر میں حاضر ہوا ہوں، یہ ان کا احسان ہے، ہمیں شرکت کا موقع دیتے ہیں۔

۸۸واں تعلیمی سال مکمل ہونے کو ہے، اس طویل عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے بہت سے حضرات سے بہت زیادہ دین کا کام لیا، مگر کچھ حافظ مختنا اور لیاقت میں تو اعلیٰ تھے مگر ان کا علم وفیض آگے نہ چلا (یہ تعداد بہت کم ہے) جن سے اللہ کام لے وہ قبولیت اور علم نافع کے اہل تھے، قاری اقبال کو اللہ نے قبولیت سے نوازا ہے کہ دور دراز سے طلبہ، علماء یہ شرف حاصل کرنے آئے ہیں اور قاری صاحب بھی خوب محنت اور محبت فرماتے ہیں

**تقریب کا مقصد:**

- ان فارغ ہونے والے بچوں کی حوصلہ افزائی۔
- باقی ساتھیوں میں شوق پیدا کرنا مقصود ہوتا ہے، آپ کو یاد ہوگا کہ قاری رحیم بخش صاحب ؒ نے یہاں ۴۰ سال دن رات پڑھایا، حضرت جالندھری ؒ کو خط لکھا کہ اجازت دوان طلبہ کو مسجد سراجاں حسین آگاہی میں عصر کی نماز سے عشاء کی نماز تک میرے ساتھ پڑھنے جائیں، اجازت مانگی، حضرت دادا جی ؒ نے قاری صاحب ؒ سے فرمایا کہ آپ ۴۰۔۵۰ طلبہ کو اس کا پابند کرنے کی بجائے آپ خود نماز پڑھا کر یہاں آجایا کریں، ہر نماز کے بعد واپس تشریف لے آئیں اور فرمایا کہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ آنے جانے میں گانے کی آواز سنیں، عورتوں پر نظر پڑے، وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا آپ خود تشریف لے جایا کریں، ان کو ساتھ نہ لے جائیں۔

قاری صاحب ؒ نے فرمایا کہ یہ اجازت میں اپنی سہولت کے لیے نہیں لے رہا بلکہ لوگوں کے لیے رغبت وشوق کا ذریعہ ہوگا، روزانہ لوگ جب ان کو قرآن پڑھتے ہوئے آتے جاتے دیکھیں گے تو اچھا اثر پڑے گا، اور حسین آگاہی والی مسجد بھی بازار میں ہے، نمازی حضرات میں یہ شوق پیدا ہوگا، تو اس پر حضرت دادا جی ؒ نے لکھا کہ بخوشی میری طرف سے اجازت ہے۔

واقعہ بھی یہ ہے کہ بہت سے خاندانوں میں یہ شوق پیدا ہوا، اگرچہ وہ مسلک کے اعتبار سے ہم الگ تھے۔

**مقصد:**

اپنی پیداوار دکھانا مقصود ہے، جس طرح ہر دکاندار، فیکٹری والا اپنے مال کا تعارف کرواتا ہے تو جامعہ کے

معاونین کو بھی یہ دکھانا مقصود ہوتا ہے آپ کا مال صحیح خرچ ہورہا ہے، اللہ ہم سب کو قرآن اور دین کا خادم بنائے۔ یہ سلسلہ جاری رہے، حفظِ قرآن مستحب ہے، اس کو باقی رکھنا ضروری ہوتا ہے، تلاوت قرآن کو اپنا ہمیشہ وظیفہ بنائے رکھو، میں خود روزانہ عصر کے بعد ایک پارہ قاری صاحب کے ایک شاگرد کو سناتا ہوں۔

ہم نے قاری رحیم بخش صاحب ♋ سے بہت مار کھائی ہے، آج پیار کا دور ہے نہ کہ مار کا۔

یہاں اکثر علماء آتے تو میرے والد صاحب مجھے فرماتے کہ ان کی جوتیوں کو سیدھا کرو، ان کے ہاتھ دھلاؤ، خدمت کرو، الحمدللہ بہت اچھی تربیت کی، آج اساتذہ اور والدین تربیت نہیں کرتے، حضرت عبداللہ ابن عباس ♦ نے حضور ♏ کی خدمت کی، آپ ♏ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! اس کو قرآن کی سمجھ عطا فرمائے۔

میرے والد صاحب ♋ نے میری اچھی تربیت کی۔

## صحابہ ⊠ کی تربیت کا واقعہ:

حضرت عمر ♦ کو ابولؤلؤ مجوسی نے جب نماز کی حالت میں خنجر مارا اور آپ ♦ زخمی ہو گئے اور لوگ گھر میں تیمارداری کے لیے آتے رہے، آپ شدید تکلیف میں تھے، ایک ساتھی بیمار پرسی کے لیے آئے تو ان کی چادر ٹخنے سے نیچے تھی، تو اس کو اس حالت میں بلا کر فرمایا اپنی چادر ٹخنے سے اونچا کرلو، آپ ♏ نے فرمایا کہ جو چادر کا حصہ ٹخنے سے نیچے ہوگا وہ آگ میں جلے گا، تو دیکھو کہ سخت تکلیف اور بیماری کی حالت میں بھی دین کا مسئلہ بتایا اور تربیت کی۔

طالب علم کا اخلاق تب ٹھیک ہوگا کہ جب درسگاہ کے ماحول کے ساتھ ساتھ گھر کا ماحول بھی ساتھ دے، ہر ایک اپنی اور دوسروں کی اصلاح کا اہتمام کریں، یہ مدارس تربیتی مدارس بھی ہیں، یہاں علم بھی پڑھایا اور تربیت کا بھی مرکز ہیں دیگر ادارے صرف علم پڑھاتے ہیں، سکھاتے ہیں، مدارس میں یہ سب چیزیں پڑھائی بھی جاتی ہیں اور سکھائی بھی جاتی ہیں۔

مفتی عزیز الرحمٰن (مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند) صبح ناشتہ کے بعد دارالعلوم جانے سے پہلے دیوبند کی تمام مطلقہ اور بیوہ عورتوں سے پوچھتے کہ کوئی چیز لانی ہو تو بتاؤ، حضرت ♋ سب کے لیے اشیاء خرید کر ان کو دیتے اور حساب بھی دیتے، بعض اوقات زیادہ چیزیں لے آتے اور واپس کرکے آتے اور مکمل حساب دیتے، یہ تربیت یافتہ تھے، انسانی خدمت کا جذبہ بھی سیکھا، اللہ پاک قبول فرمائیں، ترقی وقبولیت سے نوازیں۔ آمین

اس سال اسی درس گاہ سے قراءت عشرہ کی تکمیل کرنے والے درج ذیل طلبہ نے آخری چند سورتیں مختلف قراءت میں تلاوت کیں اور سورہ الاخلاص سے آخر تک سورتوں کی تلاوت کی، حضرت اقدس مولانا قاری رحیم بخش صاحب ♋ کے قابل فخر شاگرد حضرت مولانا قاری محمد امیر صاحب مدظلہم نے فرمائی۔

آخر میں جامعہ کے نائب شیخ الحدیث، استاذ العلماء حضرت مولانا منظور احمد صاحب زیدمجدہم کی دعا پر یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

| نمبر شمار | نام | نسبت | سورة | بروایت |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | قاری محمد محسن | وہاڑی | سورة القدر | سیدنا قالون ﷬ |
| ۲ | قاری محمد ساجد | خانیوال | سورة البینہ | سیدنا ورش ﷬ |
| ۳ | قاری محمد احمد | راولپنڈی | سورة الزلزال | امام ابن کثیر مکی ﷬ |
| ۴ | قاری محمد سہیل | مظفر گڑھ | سورة العادیات | سیدنا سوسی ﷬ |
| ۵ | قاری محمد فیاض | مظفر گڑھ | سورة القارعة | دوری ابی عمر ﷬ |
| ۶ | قاری سیف اللہ | وہاڑی | سورة التکاثر | امام ابن عامر شامی ﷬ |
| ۷ | قاری محمد بلال | ڈی جی خان | سورة العصر | امام عاصم کوفی ﷬ |
| ۸ | قاری محمد احمد | وہاڑی | سورة الہمزہ | سیدنا خلف ﷬ |
| ۹ | قاری محمد شعیب | مظفر گڑھ | سورة الفیل | سیدنا خلاد ﷬ |
| ۱۰ | قاری محمد جنید | جھنگ | سورة القریش | امام کسائی ﷬ |
| ۱۱ | قاری عاقب رشید | وہاڑی | سورة الکوثر | ابوجعفر یزید مدنی ﷬ |
| ـ | قاری عاقب رشید | وہاڑی | سورة الکافرون | امام یعقوب حضرمی ﷬ |
| ۱۲ | قاری احسان اللہ | ڈی جی خان | سورة النصر ولہب | امام خلف کوفی ﷬ |

سورة الاخلاص تا ختم قرآن مجید دالقراآت حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحب ﷬ کے قابلِ فخر شاگرد حضرت مولانا قاری محمد امیر صاحب مدظلہ مہتمم جامعہ رحیمیہ فتح العلوم ملتان

## جامعہ کا اعزاز:

**رابطۂ عالمی اسلامی کے زیرِ انتظام ملتان کی سطح پر منعقد ہونے والے حفظ وقراءت کے عالمی مقابلے میں جامعہ خیر المدارس کے شعبہ حفظ وقراءت کے استاذ حضرت مولانا قاری محمد اقبال رحیمی صاحب زید مجدہم کی درسگاہ سے درج ذیل تین طلبہ نے پوزیشن حاصل کر کے آئندہ اسلام آباد میں ہونے والے مقابلے کے لیے منتخب ہوئے ہیں، امید ہے کہ ان شاءاللہ وہ اس مقابلے میں بھی انعام حاصل کر کے جدہ میں ہونے والے مقابلے میں شرکت کا اعزاز اور عمرہ کی سعادت حاصل کریں گے۔**

مقابلہ میں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء:

| | | |
|---|---|---|
| ۱ | محمد ساجد | خانیوال |
| ۲ | محمد احمد | وہاڑی |
| ۳ | احسان اللہ | ڈی جی خان |

# نہیں ملتے یہ جوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

الحاج ماسٹر محمد عمر خان صاحب (خان گڑھ)

☆ شیخ الاسلام حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری نوراللہ مرقدہ فرماتے تھے اہل اللہ کی جوتوں میں وہ موتی ملتے ہیں جو بادشاہوں کے خزینوں میں نہیں ملتے ہم نے اللہ والوں کے جوتوں کی خاک کے ذروں کو سرمہ بنایا تو ہمیں سب کچھ نصیب ہوگیا۔

☆ شمس العارفین حضرت مرشدی مولانا محمد عبداللہ بہلوی ؒ فرماتے تھے۔ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاعبادی ؒ مدینہ منورہ میں تھے ایک شخص نے آپ کو بطور طنز کے کہا قاضی جی! تم یہاں کہاں؟ تم تو نبی کو نہیں مانتے۔ قاضی صاحب بھی آخر قاضی احسان تھے فرمایا ''بھائی تم یہاں کہاں؟ تم تو ٹکے کی مٹھائی بانٹ کر نبی ﷺ کو پاکستان بلا لیتے ہو میں نے تو یہاں آنا تھا۔

☆ حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی ؒ سے کسی نے عرض کیا حضرت مزامیر اور قوالیوں سے محبت بڑھتی ہے آپ نے فرمایا میں یہ نہیں کہتا مزامیر سے محبت نہیں بلکہ عنداللہ مقبولیت نہیں بڑھتی۔

☆ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن نوراللہ مرقدہ کو مکہ معظّمہ سے گرفتار کر کے انگریز حکومت نے جزیرہ مالٹا بھیج دیا آپ کے ساتھ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، مولانا عزیر گل اور حضرت شیخ مدنی • کے بھتیجے مولانا عبدالوحید ؒ نے عہد کر لیا ہم شیخ الہند ؒ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے مالٹا کے عقوبت خانہ کی سزائیں وحشیانہ تھیں ایک دن جیل میں افواہ، پھیل گئی حضرت شیخ الہند ؒ کو ان کے بے قصور ساتھیوں کے ساتھ پھانسی دیدی جائے گی حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ فرماتے ہیں میں جیل میں حضرت شیخ الہند ؒ کی خدمت میں گیا تو دیکھا آپ رو رہے ہیں میں نے رونے کی وجہ پوچھی تو شیخ الہند ؒ نے فرمایا میں آپ کی نوجوانی پر رو رہا ہوں، میں نے عرض کیا حضرت! کیا ہوا اللہ کے نام پر شہید ہو جائیں گے آپ کی چیخ نکل گئی فرمایا: ''کبھی کبھی وہ ذات جان بھی لے لیتی ہے قبول بھی نہیں کرتی''۔

ایک مرتبہ بندہ غالباً فروری ۱۹۸۱ء میں خانقاہ عالیہ سراجیہ نقشبندیہ کندیاں شریف حاضر تھا حضرت اقدس ؒ دوسرے دن عمرہ شریف کے لیے عازم حرمین تھے مجلس میں علما کا مجمع تھا بندہ نے عرض کیا

حضرت! کوئی تعویذ عنایت فرماویں جس سے ہمیں بھی حرمین شریفین کی حاضری نصیب ہو جائے حضرت ؒ نے مسکرا کر فرمایا حرمین کی زیارت کے لیے تعویذ نہیں دیا جاتا جس پر خداوند تعالیٰ کا کرم ہو جاتا ہے اسے بلا لیتے ہیں، مورخ اسلام سید مولانا سلیمان ندوی ؒ فرماتے ہیں:

میری طلب بھی کسی کے کرم کا صدقہ ہے
یہ قدم خود نہیں اٹھتے اٹھائے جاتے ہیں

پیر کلیم اللہ شاہ صاحب قریشی نقشبندی سجادہ نشین مسکین پور شریف ؒ فرماتے ہیں ہم ایک دفعہ حافظ محمد قاسم نابینا کے ہمراہ عمرہ کے لیے حرمین شریفین گئے مکہ معظّمہ سے جب مدینہ منورہ حاضر ہوئے حافظ صاحب ہم سے غائب ہو گئے تین دن کے بعد حرم نبوی ﷺ میں باب عمر ؓ سے اچانک مل گئے میں نے کہا حافظ جی! مجھے مطلع بھی نہ کیا کہاں چلے گئے تھے؟ جاؤ! دربار رسالت مواجہہ شریف پر معافی مانگو وہ معافی مانگ کر آئے پوچھا میری غلطی کا آپ کو کیسے علم ہو گیا مجھے ایک دوساتھی جو میرے شناسا تھے حرہ شرقیہ لے گئے رات کو نعت خوانی اور قوالیوں کا سلسلہ رات گئے ہوتا تھا وہاں پھنس گیا۔ حضرت شاہ صاحب ؒ نے فرمایا میں نے رات کو دیکھا مسجد نبوی ﷺ میں دربار نبوی ﷺ سے ایک شخص اٹھا وہ تمہیں پکڑ کر لے آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے مسجد نبوی ﷺ کے کھمبے سے باندھ دو میں نے کہا حافظ جی شکر کرو دربار رسالت سے مسجد نبوی ﷺ کے کھمبے سے باندھ دینے کا حکم ہوا یہ ارشاد نہیں فرمایا اسے مدینہ منورہ سے نکال دو، بعد میں اسے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بچوں کو قرآن مجید پڑھانے کی ملازمت مل گئی ایک شخص حج کا ورقہ لے آیا حافظ جی کر کے مسکین پور شریف مجھے ملنے آئے تو بہت سے کپڑے تبرکات اور دو ڈھائی ہزار ریال بھی لے آئے۔

## دربار رسالت ﷺ سے اجازت ملے تو ہم واپس جائیں:

شمس العارفین حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب بہلوی نقشبندی ؒ حج پر تشریف لے گئے آپ کے خلیفہ حضرت حاجی محمد حسین لکرے والے ؒ اور حاجی عبدالعزیز ؒ بھی ہمراہ تھے حج کے ایام میں مدینہ میں دس یوم کا پروگرام تھا، دسویں دن ہم نے حضرت بہلوی ؒ کو عرض کیا: کل ہم نے مکہ معظّمہ جانا ہے حضرت نے فرمایا دربار رسالت ﷺ سے اجازت ملے تو ہم جائیں ابھی کیا جلدی ہے اٹھارویں دن حضرت اقدس بہلوی ؒ علیہ کافی دیر مواجہہ شریف پر کھڑے روتے رہے باہر نکلے قاضی عبدالعزیز کو حضرت نے فرمایا سائیں سرکار سے اجازت مل گئی ہے۔

دربار نبوی سے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری ؒ کو سلام آتا: شیخ الاسلام حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی قدس سرہ العزیز حج پر تشریف لے گئے جب مدینہ منورہ تشریف لے گئے

رات کوخواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بیٹے عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کو میرے سلام دینا انہیں خوشخبری دینا تمہیں تحریک ختم نبوت ♏ میں کامیابی نصیب ہوگی ،حضرت شیخ درخواستی نوراللہ مرقدہ سیدھے حج کے بعدامیر شریعت کی خدمت میں آکر آقاءدو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام پیش کئے اورتحریک ختم نبوت کی کامیابی پر مبارک باددی۔

## دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاوا آنا

حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی ♋ اواخرعمر صاحب فراش تھے بستر علالت سے اٹھے فرمایا مجھے مدینہ لے چلوآقاءدوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بلاوا آگیا،خدام اورصاحبزادگان نے عرض کیا حج کے ایام میں سعودی سفارت خانے سے ویزے کی پابندی ہے آپ نے فرمایا مجھے کراچی لے جاؤ چنانچہ خدام کراچی لے آئے فرمایا مجھے سفارت خانے لے جاؤ سعودی سفارتخانہ والوں نے عرض کیا اب حکومت کی طرف سے داخلے کی اجازت نہیں اگر مصر سفارت خانہ جائیں تو قاہرہ جانے کی اجازت ہے آپ ♋ نے فرمایا مجھے قاہرہ لے جاؤ چنانچہ قاہرہ گئے قاہرہ سے جدہ کا ویزہ مل گیا جدہ سے آپ نے ایک ٹیکسی ڈرائیور کو فرمایا جتنا کرایہ لیتے ہولےلو مجھے مدینہ منورہ جانا ہے،راستے میں مدینہ منورہ کی چوکی آئی میں نے ڈرائیور کوکہا تم ٹیکسی کو نہ ٹھہراؤ میں سر پر چادرڈال کر امام شاذلی ♋ کا ایک وظیفہ پڑھتا رہا سر پر چادرڈال دی پانچ گھنٹے کے بعد باب جبرئیل ◆ کے سامنے ٹیکسی ڈرائیور نے اتار دیا دوسرے دن میں نے مسجد نبوی ♏ میں تقریر کی تقریباً ایک سوحدیث رسول سنائیں،فرماتے تھے نہ مجھے ہوش تھا نہ سننے والوں کو ہوش تھا،فرمایا عمرے تو میں نے کثرت سے کئے جس کا شمار نہیں مناسک حج بیت اللہ بارہ دفعہ کئے۔

## اشتہار جوہر میتھی

not found.

# جامعہ خیرالمدارس ملتان کے مہتمم
# حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہ کی مصروفیات واسفار

ترتیب: مولانا شبیر احمد بہلوی صاحب (مدرس جامعہ خیرالمدارس ملتان)

## مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہم کی زیرِ صدارت منعقدہ اجلاس میں شرکت:

۹؍ جمادی الاخری ۱۴۳۶ھ مطابق ۳۰ مارچ ۲۰۱۵ء بروز سوموار حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے صدر الوفاق حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہم کی زیرِ صدارت جامعہ دارالعلوم کراچی میں دینی مدارس سے متعلقہ امور پر منعقدہ اجلاس میں شرکت کی، اس اجلاس میں شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب، قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن صاحب، مولانا عبیداللہ خالد صاحب اور دیگر علماء نے بھی شرکت کی۔

## مشیر وزارت مذہبی امور سعودی عرب ڈاکٹر عبدالعزیز العمار سے ملاقات:

۲۱؍ جمادی الاخری ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۱ اپریل ۲۰۱۵ء بروز ہفتہ حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے اسلام آباد میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے وفد کے ہمراہ وزارت مذہبی امور سعودی عرب کے مشیر محترم ڈاکٹر عبدالعزیز العمار سے ملاقات کی، اور سعودی عرب سے مکمل یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کرائی، اس وفد میں مولانا قاضی عبدالرشید صاحب، مولانا عبیداللہ خالد صاحب، مولانا امداد اللہ صاحب، مولانا ظہور احمد علوی صاحب، مولانا نذیر احمد فاروقی صاحب اور مولانا عبدالقدوس محمدی صاحب شامل تھے۔

## جامعہ دارالعلوم کبیر والا کی تقریب ختم بخاری شریف میں شرکت:

۲۲؍ جمادی الاخری ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۲ اپریل ۲۰۱۵ء بروز اتوار حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے جامعہ دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا ضلع خانیوال کی تقریب ختم بخاری شریف میں شرکت کی اور تفصیلی خطاب فرمایا۔

## امام کعبہ فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سید خالد الغامدی کے اعزاز میں منعقدہ استقبالیہ میں شرکت:

۴؍ رجب الخیر ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۴ اپریل ۲۰۱۵ء بروز جمعۃ المبارک امام کعبہ فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سید خالد الغامدی صاحب مدظلہم العالی کی پاکستان تشریف آوری کے موقع پر لاہور میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی طرف سے امام کعبہ کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب منعقد کی گئی جس کی صدارت نائب صدر وفاق المدارس حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہم العالی نے کی۔ حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے معزز مہمان کا خیر مقدم کرتے ہوئے خطبۂ استقبالیہ پیش کیا جس میں امام کعبہ کی دینی خدمات کو زبردست الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا۔

انہوں نے کہا کہ سعودی عرب نے حرمین شریفین اور مشاعرِ مقدسہ کی خدمات اور توسیع وتزئین اور اس کے ساتھ ساتھ حج وعمرہ کرنے والوں کے لیے سہولیات کا انتظام واہتمام کر کے مسلمانانِ عالم کے دل جیت لیے ہیں، یہ سب

خدمات خادم الحرمین الشریفین ملک سلمان بن عبدالعزیز کی سرپرستی میں سرانجام دی جارہی ہیں، ہم دعا گو ہیں کہ اللہ پاک سعودی عرب کے تمام ارکانِ سلطنت کو اس پر جزائے خیر عطا فرمائے (آمین)۔

ناظم اعلی وفاق المدارس نے پاک سعودیہ دیرینہ دوستی کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا پاکستانی عوام کے دل سعودی بھائیوں کے ساتھ دھڑکتے ہیں اور پاکستانی عوام بالخصوص علماء وطلباء کی ارضِ حرمین سے والہانہ محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ حرمین شریفین کے دفاع، سعودی عرب کی سلامتی اور امن کے لیے ہم قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔

تقریب کے آخر میں معزز مہمانان امام کعبہ فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سید خالد الغامدی نے اپنے خطاب میں پاکستان کے دینی مدارس خاص طور پر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی دینی تعلیمی اور اسلامی خدمات کو خراج تحسین پیش فرمایا اور کہا پاکستان کے دینی مدارس سے تعلیم حاصل کرنے والے قراء میرے اساتذہ کرام ہیں اور میرے علاوہ حرمین شریفین کے دیگر ائمہ وخطباء کرام نے بھی پاکستانی اساتذہ سے قرآن کریم پڑھا ہے، حرمین شریفین اور سعودی عرب میں تحفیظ القرآن کے حلقات پاکستان کے دینی مدارس کا فیض ہیں، امام کعبہ نے پاکستان اور اہل پاکستان کے ساتھ محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان میرا دوسرا گھر اور پاکستانی میرے بھائی ہیں، میرے نزدیک پاکستان اور سعودی عرب میں کوئی فرق نہیں۔

اس استقبالیہ تقریب میں نائب سفیر سعودی عرب عزت مآب بدرالعتیبی، مدیر مکتب الدعوۃ ابوسعد الدوسری اور بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد کے استاذ ڈاکٹر قاری محمد الیاس کے علاوہ مولانا محمد انوار الحق، مولانا فضل الرحیم، مفتی محمد طیب، مولانا محمد امجد خان، مولانا قاضی عبدالرشید، مولانا مشرف علی تھانوی، مولانا زبیر احمد صدیقی، مولانا پیر سیف اللہ خالد، مولانا قاری محمد یاسین، مولانا احمد حنیف جالندھری، مولانا عبدالقدوس محمدی، مولانا محمد یونس کشمیری سمیت ملک بھر کے جید علماء کرام کی بڑی تعداد شریک ہوئی۔

## امام کعبہ ڈاکٹر سید خالد الغامدی کے ہمراہ جامعہ اشرفیہ لاہور کی تقریب میں شرکت:

حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے امام کعبہ فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سید خالد الغامدی کے ہمراہ جامعہ اشرفیہ لاہور کی تقریب میں شرکت کی۔

## امام کعبہ ڈاکٹر سید خالد الغامدی کے ہمراہ خطیب بادشاہی مسجد لاہور کے استقبالیہ میں شرکت:

اسی روز شام کے وقت حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے امام کعبہ فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سید الغامدی کے ہمراہ بادشاہی مسجد لاہور کے امام وخطیب مولانا عبدالخبیر آزاد کی دعوت پر استقبالیہ تقریب میں شرکت کی۔

## امام کعبہ کے ہمراہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے استقبالیہ میں شرکت:

۶ رجب المرجب ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۶ اپریل ۲۰۱۵ء بروز اتوار حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے امام کعبہ فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سید الغامدی کے ہمراہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کی دعوت پر چیف منسٹر سیکرٹریٹ لاہور میں منعقدہ استقبالیہ تقریب میں شرکت کی۔

## امام کعبہ کے ہمراہ امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان کے استقبالیہ میں شرکت:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے امام کعبہ فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سید خالد الغامدی کے ہمراہ پروفیسر ساجد میر (مرکزی امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان) کی دعوت پر استقبالیہ تقریب میں شرکت کی۔

## حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم پر اہل مدارس کا ایک مرتبہ پھر اظہار اعتماد:

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ، مجلس شوریٰ اور مجلس عمومی کے بعد دیگرے ہونے والے اجلاسوں میں ۲۴ رجب الخیر ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴ مئی ۲۰۱۵ء کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب کو ساتویں مرتبہ صدر اور حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم کو پانچویں مرتبہ بلا مقابلہ متفقہ طور پر سیکرٹری جنرل منتخب کرلیا گیا ہے، وفاق المدارس کی مرکزی قیادت کا انتخاب مجلس عمومی کرتی ہے جس میں ملک کے بارہ صد ممتاز جامعات و مدارس شامل ہیں ،مجلس عمومی کے ہر ممبر کو حق رائے دہی کا اختیار بھی ہوتا ہے کہ وہ اپنی کسی پسندیدہ شخصیت کا نام پیش کر سکے، کم وبیش گزشتہ ۱۸ سال سے صدارت اور نظامت علیا کے مناصب پر بالترتیب حضرت مولانا سلیم اللہ خان اور حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم فائز ہیں، ان حضرات کی قیادت کا دور ہنگامہ خیز اور صبر آزما رہا ہے، بالخصوص پرویزی دور حکومت میں دینی قوتوں اور دینی مدارس کو ملکی اور عالمی سطح پر سازشوں، منافقوں اور کفر بواح کا سامنا رہا اس عرصہ میں مدارس کو قومی دھارے میں لانے اور ان میں عصری علوم کی تدریس کے پرفریب نعرے کے ساتھ حکومت نے ''وفاق المدارس'' کی قیادت پر ترغیب وترہیب کے تمام ہتھکنڈے آزمائے، مگر وفاق المدارس کی قیادت نے مدارس کی آزادی وخودمختاری پر نہ صرف مضبوط وجرأت مندانہ موقف اختیار کیا، بلکہ دوٹوک اعلان کیا کہ جو مدرسہ عصری علوم کی تدریس کے عنوان سے سرکاری امداد قبول کرے گا وفاق المدارس سے اس کا الحاق منسوخ کردیا جائے گا، یہ وفاق المدارس کے ایمان افروز وجرأت مندانہ مؤقف کا نتیجہ تھا کہ کراچی سے گلگت تک تمام مدارس ایک لڑی میں نظر آئے اور کسی ایک مدرسہ نے بھی حکومتی مراعات کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے نہیں دیکھا۔

حقیقت یہ ہے کہ وفاق المدارس کی موجودہ قیادت نے مدارس کی آزادی وخودمختاری کے خلاف قومی وعالمی سطح پر زبردست یلغار کا جس تدبر ودوراندیشی، حکمت وبصیرت اور مؤمنانہ شجاعت وتہور کے ساتھ مقابلہ کیا ہے وہ وفاق المدارس العربیہ کے لیے ایک تاریخی اعزاز ہے، بالخصوص صدر وفاق شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان کی حکیمانہ ومخلصانہ رہنمائی اور حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری کی حق گوئی، معاملہ فہمی اور شبانہ روز مساعی کا اس میں بڑا حصہ ہے۔

پاکستان کے تمام دینی مدارس کا ایک مرتبہ پھر موجودہ قیادت پر اظہار واعتماد واطمینان کرنا ان کی فہم بصیرت، حق پسندی وحق شناسی کی دلیل ہے، ان شاء اللہ مستقبل میں اس فیصلہ کے دوررس اور دیرپا نقوش واثرات مرتب ہوں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ وفاق المدارس کے قائدین کو حسب سابق مدارس کی آزادی وخودمختاری کی حفاظت اور ان کے ظاہری وباطنی مقاصد کی تکمیل کی توفیق نصیب فرمائیں، آمین۔

## نقدونظر

محمد ازہر

# کُتب نُما

### مجلّہ صفدر............فتنہ غامدی نمبر:

مدیر: مولانا جمیل الرحمٰن عباسی صاحب

ناشر: جامعہ حنفیہ دارالامین لاہور، امداد ٹاؤن شیخوپورہ روڈ فیصل آباد

ویسے تو مسلمانوں کو ہر دور میں کسی نہ کسی فتنہ کا سامنا رہا ہے لیکن یہ دور فتنوں کی کثرت کا ہے، آئے روز انکارِ حدیث، انکار فقہ، اباحیت و آزاد خیالی کے فتنے مختلف اشکال میں ظاہر ہوتے رہتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کی نصرت سے علماء وقت نے ان فتنوں کے سدباب کے لیے ہمیشہ علمی و قلمی جہاد جاری رکھا ہے۔

اس طرح کا ایک فتنہ گزشتہ ڈیڑھ سو برس سے مغربیت سے مرعوبیت کے زیر اثر جدت پسندی و آزادی فکر کا پیدا ہوا جس کی ابتداء سرسید سے ہوئی، بعدازاں اس فتنہ کو غلام احمد پرویز، مولوی چراغ علی، نیاز فتح پوری، اسلم جیراج پوری، علامہ مشرقی، عبداللہ چکڑالوی اور ڈاکٹر فضل الرحمٰن نے پروان چڑھایا، اسی سلسلہ کی کڑی جناب جاوید احمد غامدی ہیں جن کی فصیح مگر مغالطہ انگیز تعبیرات نے کافی حضرات کو متاثر کیا ہے، اور اب ان کے دبستان نے ایک مستقل مکتب فکر کی شکل اختیار کرلی ہے، جس کا بظاہر مقصد امت مسلمہ کو اس کے قابل فخر ماضی سے کاٹنا اور قرآن وسنت کے باہمی لزوم کو مشتبہ بنا کر سنت کی حجیت اور اس سے ثابت شدہ عقائد و اعمال کا انکار کرنا ہے، ان کی فکری کجروی کے استیصال اور اس کی حقیقت سے مسلمانوں کو آگاہ کرنے کے لیے ”مجلّہ صفدر“ کی انتظامیہ نے ”فتنہ غامدی نمبر“ کے عنوان سے ایک علمی و تحقیقی خصوصی نمبر شائع کیا ہے، اس نمبر میں غامدی صاحب کے افکار و نظریات کا متین علمی انداز میں جائزہ پیش کیا گیا ہے، غامدی صاحب کے عقائد و نظریات سے متاثر یا ان سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کو خصوصیت سے اس نمبر کا مطالعہ کرنا چاہیے، امید ہے کہ چشم کشا ثابت ہوگا۔

کاغذ کمپوزنگ طباعت دیدہ زیب ، صفحات:۵۹۹ قیمت:۲۰۰روپے رابطہ: 0307-5687800

### بازگشت کا تسلسل:

کلام : جناب خورشید احمد صاحب

ناشر: عروج ادب پبلی کیشنز راولپنڈی

حمد و نعت کا تو میدان ہی ایسا ہے کہ جس کسی نے اس میں قدم رکھا، اس نے عزت و مرتبہ کی بلندیوں کو

چھوا، مذکورہ بالا کتاب ''بازگشت کا تسلسل'' جناب خورشید احمد صاحب کی مساعی جمیلہ کا ثمرہ ہے، یہ کتاب دو نظمیہ کلام پر مشتمل ہے، ایک حمدیہ کلام ہے اور دوسرا نعتیہ کلام ہے، حمدیہ کلام بیالیس حمدوں پر مشتمل ہے جب کہ نعتیہ کلام میں ستاون نعتیں موجود ہیں، تمام اشعار سلیس اور عام فہم ہیں، دقیق الفاظ واستعارات سے احتراز کیا گیا ہے، جس کی وجہ سے یہ کتاب ہر خاص وعام کے لیے یکساں لائق استفادہ ہے۔امید ہے کہ اہل ذوق قدردانی فرمائیں گے۔ کاغذ کمپوزنگ قابل تعریف، صفحات:۲۰۸ قیمت:درج نہیں رابطہ:

**خطبات شیخ:**

افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد ؒ جمع وترتیب: مولانا لیاقت علی صاحب

ناشر: اقرأ کمپنی غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد صاحب ؒ (بانی جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد) کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا، آپ اعلی پائے کے مدرس منتظم اور مہتمم تھے، علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہترین خطابت کی صلاحیتوں سے مالا مال فرمایا تھا، آپ کا بیان عوام الناس، طلباء اور علماء میں یکساں مقبولیت کا حامل تھا، جس سے ہزاروں لوگ مستفید ہوا کرتے تھے۔

کتاب ''خطبات شیخ'' حضرت مولانا نذیر احمد صاحب ؒ کے افادات اور علمی جواہر کا مجموعہ ہے جسے آپ کے تلمیذ خاص مولانا لیاقت علی صاحب نے اپنی بہترین صلاحیتوں کے ساتھ سلیس اردو زبان میں جمع فرمایا ہے۔کتاب اپنی افادیت کے لحاظ سے ہر خطیب، واعظ اور مدرس کی ضرورت ہے اور ہر لائبریری اور ہر گھر کی زینت بننے کے لائق ہے۔

کاغذ کمپوزنگ طباعت بہتر صفحات:۴۹۶ قیمت:درج نہیں رابطہ:042-37361362

**مواعظ رمضان مبارک (۳ جلد):**

افادات: حضرت مولانا کریم بخش صاحب جمع وترتیب: مولانا ابوبکر لودھروی صاحب

ناشر: مکتبہ عمر بن خطاب ♦ ملتان

حضرت مولانا کریم بخش صاحب مدظلہ کا شمار ملتان کے ان علماء کرام میں ہوتا ہے جن کا وجود قحط الرجال کے اس دور میں کسی نعمت سے کم نہیں، مولانا قابل مدرس، صاحب الرائے، منتظم اور مہتمم ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین واعظ ومبلغ بھی ہیں، آپ کے مواعظ وخطبات ''از دل خیزد بر دل ریزد'' کا مصداق ہیں، کتاب ''مواعظ رمضان مبارک'' آپ کے ان خطبات ومواعظ کا مجموعہ ہے جن میں رمضان المبارک کے فضائل ومسائل، احکام اور آداب بیان کیے گئے ہیں، جلد اول رمضان المبارک کے بیانات، جلد دوم فضائل رمضان

پر مشتمل احادیث اور جلد سوم مسائل رمضان کے متعلق ہے۔ کتاب اپنی افادیت کے لحاظ سے ہر خطیب، واعظ، مدرس اور عامۃ المسلمین کی ضرورت ہے، امید ہے کہ اہل ذوق اس کی قدردانی کریں گے۔

کاغذ کمپوزنگ طباعت دیدہ زیب    صفحات: جلد اول: ۳۶۰، جلد دوم: ۳۳۱، جلد سوم: ۳۴۸، کل ۱۰۳۹

قیمت: درج نہیں    رابطہ: 061-6775251

## تجلیات اسم محمد ﷺ:

تالیف: مولانا منیر احمد معاویہ

ناشر: ادارہ تالیفات ختم نبوت

سرور کائنات، سرکار دوعالم جناب حضرت محمد ﷺ کے ذاتی نام جو قرآن حکیم میں بیان ہوئے ہیں، وہ صرف دو ہیں، محمد ﷺ اور احمد ﷺ لیکن آپ ﷺ کے صفاتی ناموں اور القابات کی تعداد بہت زیادہ ہے، جن کے احاطہ کرنے کا خیال بھی ذہن میں لایا جائے تو دانتوں پسینہ آتا ہے۔

مولانا منیر احمد معاویہ نے نہایت جانفشانی اور عرق ریزی سے کتاب ''تجلیات اسم محمد ﷺ'' میں اسم محمد ﷺ کی تاریخی حیثیت، نبی کریم ﷺ کے اسمائے صفاتی، نبی کریم ﷺ کے القابات وصفات اور چند منتخب نعتیں بالترتیب کتاب کے چار حصوں میں قلم بند فرمائی ہیں، یہ کتاب جناب نبی کریم ﷺ کے بے شمار فضائل، مناقب، خصائص اور محاسن ومحامد کی آئینہ دار ہے، کتاب اپنی افادیت کے لحاظ سے ہر طبقے کے افراد کے لیے مفید ہے، امید ہے کہ اہل ذوق اس کی قدردانی فرمائیں گے۔

کاغذ کمپوزنگ طباعت قابل تعریف صفحات: ۲۰۸    قیمت درج نہیں    رابطہ: 0300-6588153

## ہمارے اسلاف:

تالیف: سید مقصود علی شاہ

ناشر: مکتبہ شاہ اسماعیل شہید ؒ اردو بازار لاہور

مشہور مقولہ ہے کہ علم آ کر عمل کو آواز دیتا ہے، اگر وہ آجائے تو بہتر وگرنہ لوٹ جاتا ہے، حاصل کلام یہ ہے کہ عمل کے بغیر علم بے کار محض ہے، اور حصول علم کے بعد عمل کی قوت پیدا کرنے کے لیے اصحاب باطن اور اہل دل کی خدمت میں رہ کر دل کی دنیا کو سنوارا نہ جائے تو زندگی کا رخ نہیں بدلا جاسکتا ہے، اس کے لیے اکسیر دوا اہل اللہ کی مصاحبت اور مجالس ہی ہیں، لیکن اگر اس کا موقع میسر نہ ہو تو اہل اللہ کی مجاہدانہ زندگیوں کے تذکرے اور حالات وسیرت اس کمی کو کافی حد تک پورا کر سکتے ہیں، برادرم سید مقصود علی شاہ صاحب نے اسی ضرورت کے پیش نظر ''ہمارے اسلاف'' تحریر فرمائی ہے، جس میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ؒ سے لے کر علامہ محمد یوسف بنوری ؒ تک تمام اکابر دیوبند کا دلنشیں انداز میں مختصر اور جامع تعارف پیش کیا ہے، کتاب نہ صرف ان اکابر کے مبارک تذکروں پر مشتمل ہے بلکہ ایک صدی سے زائد عرصے کی دینی تاریخ بھی

اس میں سمودی گئی ہے۔

اکابر دیوبند کے خلوص وللّٰہیت، زہد وتقوی، دعوت وتبلیغ، عزیمت و جہاد اور عشق واطاعت رسول اللہ ♏ کے ایمان افروز واقعات دل پر گہرا اثر چھوڑتے ہیں، عامۃ المسلمین خصوصا طلباء وعلماء کرام کو اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے کیونکہ حکایات کے مطالعہ سے ویسے بھی انسان ذہنا بار محسوس نہیں کرتا اور پھر وہ بزرگان دین کی ہوں تو سونے پہ سہاگہ ہے۔

مؤلف کتاب مقصود علی شاہ صاحب کو اللہ تعالیٰ اپنی شایانِ شان جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے سینکڑوں کتب کے مطالعہ سے اکابرامت کے حالات کو قلم بند فرمایا۔

آخری بات یہ کہ ''ہمارے اسلاف'' اس مبارک سلسلہ کی پہلی کڑی ہے، آئندہ جلدوں میں دیگر اسلاف کا ذکر بھی آئے گا۔

کاغذ کمپوزنگ طباعت قابل تعریف صفحات:۴۹۶ روپے قیمت: درج نہیں رابطہ: 0321-6462877

## کتابیات مفتی اعظم ♋ :

مرتب: پروفیسر حافظ بشیر حسین حامد صاحب

ناشر: مکتبہ معارف القرآن، کراچی

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب ♋ کی نابغۂ روزگار شخصیت اور ان کے تبحر علمی سے کون واقف نہیں ہے، حضرت مفتی صاحب ♋ کو اللہ تعالیٰ نے جن ہمہ جہتی خدمات کے لیے منتخب فرمایا وہ بہت کم کسی کے حصہ میں آتی ہیں، آپ دارالعلوم دیوبند کی فضاؤں میں پروان چڑھے، دارالعلوم دیوبند کے اکابر سے جی بھر کر علمی، عملی اور روحانی استفادہ کیا، پھر تکمیل کے بعد جب درس وتدریس کے میدان میں قدم رکھا تو ہزاروں تشنگانِ علم کو سیراب کیا، جب حکیم الامت حضرت تھانوی ♋ کی طرف سے آپ کو اجازت وخلافت مرحمت فرمائی گئی تو بیعت وارشاد کے ذریعے آپ کی ذات ہزاروں بندگان خدا کی ظاہری اور باطنی اصلاح کا ذریعہ بنی اور جب تصنیف وتالیف کے میدان میں قدم رکھا تو ایسی تصانیف وجود میں آئیں جن میں نہ صرف عوام کے لیے اصلاح وتربیت کا سامان ہے بلکہ ہر دور کے اہل علم کی تشنگی کا بھی سامان موجود ہے۔

چونکہ حضرت مفتی صاحب ♋ کی تالیفات کی تعداد کافی زیادہ ہے لہٰذا ضرورت تھی کہ حضرت ♋ کی تالیفات کی ایک جامع فہرست اس طرح مرتب کی جائے کہ جو کوئی استفادہ کرنا چاہے، اسے معلوم ہو جائے کہ کونسی تصنیف یا کونسا مقالہ کہاں طبع ہوا ہے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ جناب بشیر حسین صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے ''کتابیات مفتی اعظم ♋'' کے نام سے یہ فہرست نہایت عرق ریزی اور جانفشانی کے ساتھ مرتب فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے اور قارئین کے لیے باعث نفع بنائے۔

کاغذ، کمپوزنگ، طباعت عمدہ صفحات:۲۰۴ قیمت: درج نہیں رابطہ: 021-35031565

# اخبار الجامعہ

مرتب: ابو عمار فیاض احمد عثمانی

جامعہ خیر المدارس کا اعزاز:

**اس سال رجب الخیر ۱۴۳۶ھ کے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سالانہ امتحانات میں الحمدللہ جامعہ خیر المدارس کے چار ہونہار طلبہ نے بھی امتیازی پوزیشنیں حاصل کر کے جامعہ کا نام روشن کیا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا کرم اور جامعہ کے مہتمم اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب زید مجدہم، ناظم اعلیٰ مولانا نجم الحق صاحب مدظلہ، ناظم تعلیمات مولانا شمشاد احمد صاحب مدظلہ اور دیگر اساتذہ کرام کی پرخلوص محنت اور توجہات کا ثمرہ ہے، اللہ تعالیٰ ان حضرات کی محنتوں کو قبول فرما کر اخروی نجات کا ذریعہ بنائیں، ان بچوں کے علم وعمل اور اخلاص میں برکت نصیب فرمائیں۔**

**ماہنامہ الخیر کی انتظامیہ کی طرف سے حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم اور ان کے جملہ رفقاء و اساتذہ کرام، ان طلبہ اور ان کے والدین کی خدمت میں مبارک باد پیش کی جاتی ہے۔**

مولوی جان محمد (مانسہرہ) نے دورۂ حدیث شریف میں ۵۱۱ نمبر حاصل کر کے صوبہ بھر میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔

عبدالہادی (مانسہرہ) نے درجہ عالیہ سال دوم میں ۵۴۶ نمبر حاصل کر کے صوبہ بھر میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔

محمد صدیق (ملتان) نے درجہ ثانویہ خاصہ میں ۵۶۷ نمبر حاصل کر کے صوبہ بھر میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔

محمد خالد (ملتان) نے متوسطہ سوم میں ۶۶۸ نمبر حاصل کر کے ملک بھر میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیر انتظام منعقدہ امتحان سالانہ جامعہ خیر المدارس ۱۴۳۶ھ:

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیر انتظام منعقدہ سالانہ امتحان ۱۴۳۶ھ میں جامعہ خیر المدارس ملتان کا نتیجہ بہت شاندار اور حوصلہ افزا رہا۔

## جامعہ خیر المدارس ملتان میں ۱۴۳۶ھ کا مجموعی نتیجہ:

| درجہ | کل شرکاء | ممتاز | جیدجدا | جید | مقبول | ضمنی | راسب | موقوف |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| دورہ حدیث | ۱۵۲ | ۱ | ۵۹ | ۷۵ | ۱۰ | ۳ | ۴ | X |
| مشکوۃ شریف | ۱۶۳ | ۱۱ | ۱۰۴ | ۳۶ | ۱۲ | X | X | X |
| جلالین | ۱۴۹ | ۳ | ۲۹ | ۴۶ | ۴۸ | ۲ | ۱۷ | ۴ |
| رابعہ | ۹۰ | ۲۵ | ۴۷ | ۱۵ | ۲ | X | ۱ | X |
| ثانویہ عامہ | ۸۳ | ۱۶ | ۳۴ | ۱۶ | ۱۱ | X | ۱ | ۵ |
| متوسطہ | ۵۴ | ۶ | ۲۹ | ۶ | ۱ | ۵ | ۷ | X |
| میزان | ۶۹۱ | ۶۲ | ۳۰۲ | ۱۹۴ | ۸۴ | ۱۰ | ۳۰ | ۹ |

## نتائج سالانہ امتحانات وفاقی درجات جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۴۳۶ھ:

### درجہ عالمیہ سال دوم (دورہ حدیث شریف): کل نمبر ۶۰۰

کل طلبہ: ۱۵۲ ممتاز: ۱ جیدجداً: ۵۹ جید: ۷۵ مقبول: ۱۰ ضمنی: ۳ راسب ۴ موقوف: X

**اول، دوم، سوم آنے والے طلبہ:**

| رقم الجلوس | نام مع ولدیت | نسبت | حاصل کردہ نمبر | درجہ کامیابی | پوزیشن |
|---|---|---|---|---|---|
| ۶۲۲۷ | جان محمد | مانسہرہ | ۵۱۱ | ممتاز | اول (صوبہ میں تیسری پوزیشن) |
| ۶۱۷۰ | محمد اسد خان | ملتان | ۴۶۸ | جیدجداً | دوم |
| ۶۲۲۵ | محمد اسحاق مصطفیٰ | راجن پور | ۴۴۱ | جیدجداً | سوم |

### درجہ عالمیہ سال اول (موقوف علیہ): کل نمبر ۶۰۰

کل طلبہ: ۱۶۳ ممتاز: ۱۱ جیدجداً: ۱۰۴ جید: ۳۶ مقبول: ۱۲ ضمنی: x راسب: x موقوف: x

**اول، دوم، سوم آنے والے طلبہ:**

| رقم الجلوس | نام مع ولدیت | نسبت | حاصل کردہ نمبر | درجہ کامیابی | پوزیشن |
|---|---|---|---|---|---|
| ۸۱۴۱ | آصف نواز | ٹانک | ۵۳۱ | ممتاز | اول |
| ۸۱۳۲ | طارق زمان | ڈی جی خان | ۴۸۹ | ممتاز | دوم |
| ۸۱۹۲ | محمد خان | لورالائی | ۴۸۶ | ممتاز | سوم |

### درجہ عالیہ سال دوم (جلالین شریف): کل نمبر ۶۰۰

کل طلبہ: ۱۴۹ ممتاز: ۳ جیدجداً: ۲۹ جید: ۴۶ مقبول: ۴۸ ضمنی: ۲ راسب: ۱۷ موقوف: ۴

## اول، دوم، سوم آنے والے طلبہ:

| رقم الجلوس | نام مع ولدیت | نسبت | حاصل کردہ نمبر | درجہ کامیابی | پوزیشن |
|---|---|---|---|---|---|
| ۹۹۸۷ | عبدالہادی | تخار | ۵۴۶ | ممتاز | صوبائی سطح پر تیسری پوزیشن |
| ۹۹۹۶ | محمد شہباز | رحیم یار خان | ۵۰۶ | ممتاز | دوم |
| ۹۹۸۶ | احسان اللہ | ٹانک | ۴۹۱ | ممتاز | سوم |

## درجہ ثانویہ خاصہ سال دوم: کل نمبر ۶۰۰

کل طلبہ:۹۰ ممتاز:۲۵ جید جداً:۴۷ جید:۱۵ مقبول:۲ ضمنی:x راسب:۱ موقوف:x

## اول، دوم، سوم آنے والے طلبہ:

| رقم الجلوس | نام مع ولدیت | نسبت | حاصل کردہ نمبر | درجہ کامیابی | پوزیشن |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱۲۵۳۴ | محمد صدیق | ملتان | ۵۶۷ | ممتاز | پنجاب میں تیسری پوزیشن |
| ۱۲۵۵۱ | عبیدالرحمٰن خان | ملتان | ۵۶۴ | ممتاز | دوم |
| ۱۲۶۰۷ | بشارت علی | کوہلو | ۵۶۱ | ممتاز | سوم |

## درجہ ثانویہ عامہ سال دوم: کل نمبر ۶۰۰

کل طلبہ:۸۳ ممتاز:۱۶ جید جداً:۳۴ جید:۱۶ مقبول:۱۱ ضمنی:x راسب:۱ موقوف:۵

## اول، دوم، سوم آنے والے طلبہ:

| رقم الجلوس | نام مع ولدیت | نسبت | حاصل کردہ نمبر | درجہ کامیابی | پوزیشن |
|---|---|---|---|---|---|
| ۲۰۷۲۱ | محمد دانیال حمید | ڈی آئی خان | ۵۶۳ | ممتاز | اول |
| ۲۰۶۷۱ | حافظ محمد صدیق | ملتان | ۵۴۶ | ممتاز | دوم |
| ۲۰۷۳۸ | محمد عمیر | ڈی جی خان | ۵۴۵ | ممتاز | سوم |

## درجہ متوسطہ: کل نمبر ۷۰۰

کل طلبہ:۵۴ ممتاز:۶ جید جداً:۲۹ جید:۶ مقبول:۱ ضمنی:۵ راسب:۷ موقوف:x

## اول، دوم، سوم آنے والے طلبہ:

| رقم الجلوس | نام مع ولدیت | نسبت | حاصل کردہ نمبر | درجہ کامیابی | پوزیشن |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱۲۳۹۴ | محمد خالد | ملتان | ۶۶۸ | ممتاز | اول |
| ۱۲۴۱۳ | محمد رحمت اللہ | راجن پور | ۶۳۰ | ممتاز | دوم |
| ۱۲۴۳۰ | امان اللہ | ڈی جی خان | ۵۹۵ | ممتاز | سوم |

# بیت اللہ
## (قبلۂ ایمانیان)

زادہ اللہ تعظیما و تکریما و مھابۃ

پروفیسر محمد رفیق اذفر صاحب (ساہیوال)

ہے قرطاسِ زمیں پر آیۂ رحمان بیت اللہ
زمیں پر خشتِ اول، قبلۂ ایمان بیت اللہ

محاذِ بیتِ معمورِ ملائک ہے بنا اس کی
کتاب ارض پر توحید کا عنوان بیت اللہ

یہ ہے بیتِ عتیق کہنہ بنیاد و قدس منزل
نزیلِ حضرتِ آدم ◆ کی ہے برہان بیت اللہ

دھرا مشکوٰۃ میں مصباح، قندیلِ مجلّا میں
ہوا نور علی نور زرّیں بنیان بیت اللہ

زہے قبلہ، زہے کعبہ، زہے مقصورۂ وحدت
جلالِ حضرتِ باری کا ہے ایوان بیت اللہ

فضائے عالمِ ہستی میں آوازِ اذاں گونجی
بنا ہے خالق عالم کی یوں پہچان بیت اللہ

کھنچے آتے ہیں پروانے یہاں اقصائے عالم سے
شمعِ نورِ ہدیت، مہبطِ قرآن بیت اللہ

مقامِ پائے ابراہیم ◆ کا اعجاز بھی دیکھو
ہے معمار حرم کے ہاتھ کا فیضان بیت اللہ

لپٹ کر ملتزم سے مانگ لو ذاتِ کریمی سے
وفورِ شوق میں کہہ دو کہ میں قربان بیت اللہ

حطیمِ کعبہ میں میزاب سے رحمت برستی ہے
لٹاتا ہے یمانی رکن سے غفران بیت اللہ

عجب اک سرخوشی ہے استلامِ حجرِ اسود میں
دکھائے در سے اپنے منظرِ سبحان بیت اللہ

صدا لبیک زائر کی، نوا بے تابیِ دل کی
تری نسبت پہ ہے قربان میری جان بیت اللہ

وہ ذات بے نہایت ہے ورائے فہم انسانی
نگاہِ عشق میں ہے جلوۂ جانان بیت اللہ

قلوبِ باصفا میں خوئے تعظیم شعائر ہے
شعائر میں نمایاں تر ہوا ذی شان بیت اللہ

زہے ام القریٰ، کعبہ ترے ماتھے کا جھومر ہے
حرم کی سرزمیں میں روضۂ رضوان بیت اللہ

# مسافرانِ آخرت

ابوعمار فیاض احمد عثمانی

## حضرت مولانا منظور احمد صاحب زید مجدہم کو صدمہ:

⌘ جامعہ خیر المدارس کے نائب شیخ الحدیث، استاذ العلماء حضرت مولانا منظور احمد صاحب زید مجدہم کی اہلیہ محترمہ اور جامعہ کے استاذ مولانا محمد عبداللہ عمر صاحب، مولوی محمد عثمان اور حافظ محمد یعیش کی والدہ ماجدہ ۱۱ رجب الخیر ۱۴۳۶ھ مطابق یکم مئی ۲۰۱۵ء بروز جمعۃ المبارک دار فانی سے دار البقاء کی طرف رحلت فرما گئی ہیں، مرحومہ انتہائی عابدہ، زاہدہ، صابرہ، شاکرہ اور صالحہ خاتون تھیں، بانی جامعہ حضرت اقدس مولانا خیر محمد جالندھری ؒ کی مرحومہ پر خاص نظر شفقت تھی، ایک مرتبہ بیمار ہوگئیں تو حضرت ؒ نے اپنے معالج خاص اور جامعہ کی مجلس شوری کے رکن محترم ڈاکٹر محسن رضا خان صاحب زید مجدہم کو فرمایا کہ ان صاحبہ کا خاص خیال رکھیں اور علاج معالجہ میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کریں، کم و بیش ستر سال تک جامعہ میں رہیں، گزشتہ ڈیڑھ سال سے سخت بیمار تھیں، اس کے باوجود نماز، روزہ اور دیگر اعمال پابندی سے ادا کرتی رہیں۔

مرحومہ کی نماز جنازہ جامعہ خیر المدارس ملتان میں ادا کی گئی جس میں ہزاروں علماء، حفاظ، قراء اور شہری احباب کے علاوہ جامعہ کے تمام طلبہ نے شرکت کی، تدفین منظور آباد (ملتان) کے قریبی قبرستان میں کی گئی۔

⌘ ۸ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۷ مئی ۲۰۱۵ء کو حضرت مولانا منظور احمد صاحب زید مجدہم کی بڑی ہمشیرہ صاحبہ بھی پیر محل میں انتقال کر گئی ہیں، مرحومہ کے تین بیٹے قرآن پاک کے حافظ ہیں، اور تین بیٹیاں بھی سوگوار چھوڑی ہیں، اللہ پاک رحمت و مغفرت کا معاملہ فرمائیں۔

⌘ میرے قریبی عزیز اور میاں افتخار احمد، مختار احمد، شعیب احمد اور خبیب احمد (قطب پور، لودھراں) کے والد ماجد حاجی منیر احمد ۲۰ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ مطابق ۸ جون ۲۰۱۵ء بروز پیر عین نماز فجر کے وقت انتقال کر گئے ہیں، مرحوم کی عمر ۶۸ سال تھی، ۱۹۹۹ء میں میرے ساتھ حج کا سفر کیا، پسماندگان میں بیوہ، چار بیٹے اور سات بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں، مرحوم کافی عرصہ سے شوگر کے عارضے میں مبتلا تھے، گزشتہ ہفتے پھیپھڑوں، گردوں اور سانس کے امراض بھی لاحق ہوگئے اور اللہ اللہ اللہ کہتے ہوئے جان جاں آفریں کے

سپرد کر دی۔نماز ظہر کے بعد نماز جنازہ ادا کی گئی،جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

⌘ الخیر کے دیرینہ قاری ماسٹر احمد ندیم صاحب کی اہلیہ محترمہ اور حافظ احمد حبیب دین پوری (فیصل آباد) کی والدہ ماجدہ ۲۱ مئی ۲۰۱۵ء بروز جمعرات انتقال کر گئی ہیں،تقریباً ایک سال تک عارضہ خون کے سرطان میں مبتلا تھیں، پسماندگان میں خاوند کے علاوہ دو بیٹے،ایک بیٹی اور بوڑھے والدین سوگوار چھوڑے ہیں۔

⌘ ماہنامہ الخیر کے قاری جناب ماسٹر محمد سردار بن طفیل محمد جالندھری بھی ۹ مئی ۲۰۱۵ء کو انتقال کر گئے ہیں،پسماندگان میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔

⌘ ماہنامہ الخیر کے قاری بھائی خواجہ محمد عاطف صاحب (پاک جنرل سٹور،سکھر) کے والد ماجد خواجہ اشفاق احمد صاحب،تایا خواجہ عبدالسمیع صاحب،ماموں خواجہ محمود الٰہی اور علاقے کے بزرگ عالم دین قاری خلیل احمد صاحب بھی گزشتہ دنوں دار فانی سے کوچ فرما گئے۔

⌘ جامعہ خیر المدارس کی شاخ مدرسہ تعلیم القرآن نواں شہر کے استاذ مولانا قاری محمد شبیر صاحب کی والدہ محترمہ ۲۵ شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۳ جون ۲۰۱۵ء بروز جمعۃ المبارک انتقال فرما گئی ہیں،مرحومہ انتہائی عابدہ، زاہدہ اور صالحہ خاتون تھیں،اللہ پاک مرحومہ کے درجات بلند فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

⌘ روزنامہ اسلام ملتان کے چیف نیوز ایڈیٹر حافظ عرفان احمد عمرانی کے ہم زلف محمد فرید انتقال کر گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جملہ مسافران آخرت کی مغفرت فرما کر ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے،قارئین الخیر سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

## دعائے صحت کی درخواست

شجاع آباد (ملتان کے عظیم بزرگ روحانی شخصیت حضرت مولانا عزیز احمد صاحب بہلوی زید مجدہم دل کے عارضے میں ملتان کارڈیالوجی سنٹر ہسپتال داخل ہیں، بائی پاس آپریشن ہوا، جملہ قارئین اور متعلقین واحباب سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔